حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

امیر جماعت تبلیغ

از

مولانا محمد ثانی حسنی

ناشر

مکتبۂ اسلام ۵۴/۲/۱۷ محمد علی لین،
گوئن روڈ، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

جملہ حقوق محفوظ

باراول

۱۴۳۳ھ------۲۰۱۲ء

نام کتاب	: حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ
نام مؤلف	: مولانا محمد ثانی حسنیؒ
کمپوزنگ	: عطاء الرحمٰن ندوی
طباعت	: کاکوری آفسیٹ پریس، لکھنؤ
قیمت	: (بیس روپے) -/Rs. 20

ناشر

مکتبۂ اسلام ۲/۵۴ ۱۷محمد علی لین گوئن روڈ لکھنؤ یو پی

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۱	پیش لفظ	۸
۲	ولادت	۱۰
۳	ماحول اور بچپن	۱۰
۴	والدین کی تربیت	۱۱
۵	تربیت کا اثر	۱۲
۶	ابتدائی تعلیم	۱۳
۷	اعلیٰ تعلیم	۱۳
۸	نکاح	۱۵
۹	صاحبزادہ مولانا ہارون کی پیدائش	۱۵
۱۰	پہلی اہلیہ کا انتقال	۱۶
۱۱	دوسرا نکاح	۱۶
۱۲	بیعت وارادت	۱۶

www.abulhasanalinadwi.org

۱۳	پہلا حج اور دعوت کا کام	۱۷
۱۴	مولانا محمد الیاس کاندھلوی کی وفات اور خلافت و نیابت	۱۸
۱۵	نظام الدین کے شب و روز	۱۹
۱۶	آخری حج	۲۱
۱۷	پاکستان کا آخری سفر	۲۳
۱۸	لاہور کا ورود اور انتقال	۲۵
۱۹	آخری وقت	۲۷
۲۰	نماز جنازہ	۲۸
۲۱	پسماندگان	۲۹
۲۲	مولانا کی دو اہم تصنیفیں	۳۲
۲۳	امانی الاحبار	۳۲
۲۴	حیات الصحابہ	۳۳
۲۵	سراپا	۳۴
۲۶	صفات و کمالات اور خصوصی امتیازات	۳۶
۲۷	علوّ مرتبت	۳۸
۲۸	دینی دعوت میں انہماک	۴۰
۲۹	اضطراب و بے قراری	۴۲
۳۰	ایمان و یقین	۴۳

www.abulhasanalinadwi.org

۳۱	شانِ توکل و بے نیازی	۴۴
۳۲	خود اعتمادی	۴۸
۳۳	ہمہ گیر دعوت	۵۰
۳۴	جوشِ تقریر اور ذوقِ دعا	۵۲
۳۵	مجلسی گفتگو	۵۶
۳۶	جہدِ مسلسل اور صبر و عزیمت	۵۸
۳۷	عام نظام الاوقات	۶۱
۳۸	تواضع اور خاکساری	۶۳
۳۹	اتحاد و یک جہتی	۶۷
۴۰	تصنیف و دعوت کا اجتماع	۶۸
۴۱	محبوبیت اور مقبولیت	۷۰
۴۲	اتباعِ سنت	۷۱
۴۳	بیعت و طریقت	۷۲
۴۴	کیمیا اثر صحبت	۷۳
۴۵	خدا سے زندہ تعلق اور راہِ خدا کی استقامت	۷۵
۴۶	زبان اور طرزِ ادا	۷۷
۴۷	مولانا محمد یوسف کاندھلوی کا ایک اہم مکتوب	۷۹
۴۸	کامیابی اور ناکامی کا انحصار	۸۰

www.abulhasanalinadwi.org

۴۹	ایمان باللہ	۸۱
۵۰	ایمان بالرسالۃ	۸۲
۵۱	ایمان ویقین کا نتیجہ اور اس کی دعوت	۸۲
۵۲	نماز کا اہتمام اور اس کی دعوت	۸۳
۵۳	علم وذکر	۸۴
۵۴	اکرام مسلم	۸۵
۵۵	حسن نیت	۸۵
۵۶	اللہ کے راستہ کی محنت اور دعا	۸۶
۵۷	مسجدوں میں کرنے کے کام	۸۸
۵۸	مقامی گشت اور اجتماع	۸۹
۵۹	ہر مہینہ کی سہ روزہ جماعت	۸۹
۶۰	چلہ اور تین چلے اور ان کی دعوت	۹۰
۶۱	گشت اور اس کی اہمیت	۹۰
۶۲	گشت کا موضوع اور دعوت	۹۱
۶۳	گشت کے آداب کا بیان	۹۱
۶۴	گشت کا طریقہ	۹۲
۶۵	اجتماع میں دعوت	۹۳
۶۶	مطالبہ اور تشکیل	۹۴

www.abulhasanalinadwi.org

۶۷	دعوت کا انداز	۹۴
۶۸	تعلیم	۹۵
۶۹	مشورہ	۹۶
۷۰	ہفتہ واری اجتماع	۹۸
۷۱	کام کی نزاکت اور اس کا علاج	۹۹
۷۲	اصول اور صحبت	۱۰۰
۷۳	نقشوں کے بجائے مجاہدہ	۱۰۱
۷۴	کالج کے طلباء میں دعوتی کام	۱۰۲
۷۵	مستورات میں کام کی نوعیت	۱۰۳

www.abulhasanalinadwi.org

پیش لفظ

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد وآله وصحبه أجمعين!

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے فوراً بعد ماہنامہ الفرقان لکھنؤ نے ایک خصوصی شمارہ شائع کیا تھا جس میں مشاہیر اہل قلم کے مضامین تھے اسی میں مولانا محمد ثانی حسنیؒ مؤلف ''سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ'' نے بھی ایک مضمون ''مہد سے لحد تک'' کے عنوان سے تحریر کیا تھا جس سے مولانا مرحوم کے حالات زندگی ایک نظر میں سامنے آجاتے تھے یہ معلوماتی مضمون اس قابل تھا کہ اس کو علیحدہ شائع کیا جائے اور مولانا کی صفات وکردار وخدمات پر مزید روشنی کے لئے سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی کا ایک باب ''صفات کمالات اور خصوصی امتیازات'' کا اضافہ کردیا جائے تاکہ وہ لوگ جو ضخیم کتابیں نہیں پڑھ پاتے یا طلباء اور

www.abulhasanalinadwi.org

عام لوگ ان کی شخصیت اور دینی خدمات سے واقف ہو جائیں، اور ان میں ذوق وشوق پیدا ہو تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح جو دراصل پوری تبلیغی تحریک کی تاریخ ہے کا مطالعہ کریں اور فائدہ اٹھائیں۔

اللہ تعالیٰ اس مختصر رسالہ کو قبول فرمائے اور اس کا فائدہ عام فرمائے۔

۲۳/ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ　　　　محمد حمزہ حسنی

●●●

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ

ولادت

حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلہ میں سہ شنبہ ۲۵ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۵ھ مطابق ۲۰ر مارچ ۱۹۱۷ء کو پیدا ہوئے، والد ماجد حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ اس وقت مدرسہ مظاہر علوم (سہارنپور) میں مدرس تھے۔

۲ر جمادی الاخریٰ دوشنبہ کے دن عقیقہ ہوا اور نام محمد یوسف رکھا گیا۔

ماحول اور بچپن

مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے جس ماحول میں آنکھیں کھولیں اور پرورش پائی اس میں مرد تو مرد عورتیں تک دین داری اور تقویٰ میں ممتاز تھیں، خاندان میں قرآن مجید کا حفظ کرنا معمول سا بن گیا تھا، بچے، بوڑھے، مرد وعورت عام طور پر حافظ ہوتے تھے، گھر کی بیویاں تلاوت، ذکر وتسبیح اور نوافل وغیرہ کا بڑا اہتمام کرتیں، ہر طرف علم وتقویٰ کا چرچا تھا، خاندان اور خاندان کے باہر کئی بزرگ ہستیاں موجود تھیں جن کی دعائیں اور شفقتیں مولانا محمد یوسفؒ کے ساتھ تھیں۔

اسی کا نتیجہ تھا کہ سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کرلیا،

www.abulhasanalinadwi.org

اس وقت بستی نظام الدین اولیاء میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد الیاسؒ کی خدمت میں تھے۔

والدین کی تربیت

مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ ماجدہ ایک معزز اور صالح بزرگ مولانا رؤف الحسن کاندھلویؒ کی بیٹی تھیں اور والد ماجد خود ایک بڑے بزرگ اور شیخ طریقت نرم وگرم پر نظر رکھنے والے تھے، اس لئے ان دونوں نے اپنے ہونے والے نامور فرزند کی خود اچھی طرح تربیت کی اور چھوٹی چھوٹی باتوں تک کا خیال رکھا مولانا محمد یوسف صاحبؒ نے ایک مجلس میں خود فرمایا: ''ہماری اماں جی نے ہماری تربیت اس طرف کی کہ کوئی مہمان بیوی مٹھائی یا کیلے وغیرہ تحفہ میں لاتیں اور میں ان کی طرح دیکھ لیتا تو مہمان کے جانے کے بعد اماں جی میری پٹائی کر دیتیں کہ تم نے مٹھائی کی طرف گھور کر کیوں دیکھا'' ایک بار فرمایا: ''میں نے سوا ایک دفعہ کے بازار سے ایک آنہ کی بھی مٹھائی نہ خرید کر کھائی، یہ وجہ نہ تھی کہ میرے پاس پیسے نہ ہوتے تھے بلکہ بات یہ تھی کہ میں نے پیسے جمع کرنے کا ایک ڈبہ بنالیا تھا اور اس میں جو پیسے مجھ کو ملتے ڈال دیا کرتا تھا کہ ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی کتابیں خریدوں گا۔''(۱)

بستی نظام الدین میں مہمانوں کی کثرت رہتی، حضرت مولانا محمد

(۱) روایت مولوی شبیر احمد حیدر آبادی۔

www.abulhasanalinadwi.org

الیاسؒ مہمانوں ہی کے ساتھ کھانا تناول فرماتے تھے، مولانا محمد یوسفؒ کی عمر ۱۲-۱۳ سال کی رہی ہوگی حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ نے مہمانوں کو ناشتہ کرانے، کھانا کھلانے اور اس سلسلہ کی اور دوسری خدمتیں اسی کم عمری میں مولانا محمد یوسف صاحبؒ کے سپرد کردی تھیں، مولانا روزانہ اندر سے کھانا لاتے اور فارغ ہونے کے بعد برتن لے جاتے۔

مدرسہ کاشف العلوم (بستی نظام الدین) میں پڑھنے والے طلباء کے وظائف اور کھانے پینے کا کوئی خاص انتظام نہ تھا، طلباء کی ٹولیاں باری باری سارے طلباء کا کھانا پکاتیں اور اس سلسلہ کے چھوٹے بڑے سارے کام خود ہی کرتیں، مولانا محمد یوسفؒ ان کے ان کاموں میں بھی شریک رہتے، ان کے ساتھ آٹا گوندھتے، مسالہ پیستے اور جنگل سے جلانے کے لئے جھاڑ جھنکڑ گھسیٹ کر لاتے۔

تربیت کا اثر

والدین کی اسی تربیت کا اثر تھا کہ عام لڑکوں کی طرح وہ اپنے فرائض سے غافل نہیں رہتے تھے لہو ولعب میں اور بیکار وقت ضائع کرنا پسند نہیں کرتے تھے، تعلیم کا شوق تھا، صحابہ کرامؓ کے تذکرے اور خدا کی راہ میں ان کی جانبازی اور قربانی کے واقعات سے بڑی گہری دلچسپی تھی، فتوح الشام کا اردو منظوم ترجمہ صمصام الاسلام [1] جس میں صحابہ کرامؓ کے جہاد اور

(۱) از مولوی سید عبدالرزاق حسنی کلامی۔

www.abulhasanalinadwi.org

فتوحات کا تذکرہ ہے بچپن ہی میں ذوق وشوق سے پڑھتے تھے۔[1]

ابتدائی تعلیم

ابتدائی تعلیم میں قاری معین الدین صاحب نے تجوید سکھائی، گیارہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ سے مدرسہ کاشف العلوم (بستی نظام الدینؒ) میں عربی شروع کی، سب سے پہلے میزان الصرف پڑھی اور ۱۵-۲۰ دن میں ختم کردی، اس وقت مولانا مرحوم کے ساتھی قاری سید رضا حسن مرحوم اور مولانا محمد ادریس انصاری اور بعض دوسرے حضرات تھے، طلباء کی یہ مختصر جماعت تھی جو حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ سے پڑھ رہی تھی، میزان الصرف کے بعد منشعب، اس کے بعد صرف میر پڑھی، پھر پنج گنج دوسرے استاد سے پڑھی، پنج گنج کے بعد پھر خود حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ نے نحو میر پڑھائی، اس کے بعد قصیدۂ بردہ، قصیدۂ بانت سعاد اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی چہل حدیث حفظ کرائی، مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی ابتدائی تعلیم میں حافظ منیر الدین صاحب نے بھی حصہ لیا اور متعدد کتابیں پڑھائیں، فقہ کی کتابیں کنز الدقائق تک حافظ مقبول حسن گنگوہی سے پڑھیں۔

اعلیٰ تعلیم

اوپر کی کتابیں زیادہ تر خود مولانا محمد الیاسؒ سے پڑھیں، ۱۳۵۱ھ

(۱) روایت حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں حضرت مولانا سفر حج پر تشریف لے جانے لگے تو محمد یوسف کو مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخل کر دیا، وہاں اس سال آپ نے ہدایہ اولین اور میبذی وغیرہ پڑھیں، حضرت مولاناؒ کی حج سے واپسی کے کچھ مدت بعد مولانا محمد یوسف صاحب پھر بستی نظام الدین آ گئے اور آگے کی کتابیں مشکوٰۃ، جلالین وغیرہ وہیں پڑھیں، ایک سال کے بعد ۱۳۵۲ھ میں پھر دوبارہ مدرسہ مظاہر علوم میں آ کر صحاح اربعہ پڑھیں، صحیح بخاری شریف حضرت مولانا حافظ عبداللطیف صاحبؒ سے، صحیح مسلم مولانا منظور احمد خاں صاحب مدظلہ سے، سنن ابوداؤد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب مدظلہ سے، جامع ترمذی حضرت مولانا عبدالرحمان صاحب کیملپوری سے، مولانا انعام الحسن کاندھلوی بھی ساتھ اور ہم سبق تھے، مولانا ممدوح ہی نے ذکر فرمایا کہ ہم دونوں نے آپس میں یہ طے کر لیا تھا کہ رات کے ابتدائی حصہ میں ہم میں سے ایک مطالعہ کرے گا اور دوسرا سوئے گا، اور آدھی رات ہو جانے پر مطالعہ کرنے والا چائے بنائے گا اور دوسرے ساتھی کو اٹھا کر اور اس کے ساتھ چائے پی پلا کر سو جائے گا، اور اس دوسرے کے ذمہ ہوگا کہ فجر کی جماعت کے لئے سونے والے ساتھی کو اٹھائے، ایک دن حضرت مولانا مرحوم شروع رات میں مطالعہ کرتے تھے اور میں سوتا تھا، اور دوسرے دن اس کے برعکس ترتیب رہتی تھی، لیکن تعلیمی سال ختم ہونے سے پہلے ہی مولانا مرحوم کی علالت کی وجہ سے مظاہر علوم سے نظام الدین آ جانا پڑا،

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا انعام الحسن صاحب بھی ساتھ ہی آئے اور صحاح اربعہ کا جو حصہ باقی رہ گیا تھا وہ، اور صحاح ستہ کی باقی دو کتابیں ابن ماجہ ونسائی اور انہی کے ساتھ شرح معانی الآثار طحاوی اور مستدرک حاکم بھی اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ سے نظام الدین میں پڑھیں۔

نکاح

۳ رمحرم ۱۳۵۴ھ کو جس دن کہ مدرسہ مظاہر علوم کا سالانہ جلسہ تھا، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی بڑی صاحبزادی کے ساتھ حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی کا اور ان کی چھوٹی صاحبزادی کے ساتھ مولانا انعام الحسن کاندھلوی کا نکاح ہوا، مجلس نکاح میں مظاہر علوم اور دار العلوم دیوبند کے اکابر علماء اور دوسرے مشائخ شریک تھے، نکاح حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے پڑھایا۔

صاحبزادہ مولانا محمد ہارون کی پیدائش

۲۳-۲۴ رمضان المبارک ۱۳۵۸ھ دوشنبہ کی درمیانی شب میں اللہ تعالیٰ نے مولانا کو ایک فرزند عنایت فرمایا، محمد ہارون نام رکھا گیا، جنہوں نے اپنے والد ماجد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زندگی گذاری اور ۲۹ رشعبان المعظم ۱۳۹۳ھ کو ۳۵ رسال کی عمر میں اس دار فانی سے انتقال فرما گئے۔ (۱)

(۱) مولانا محمد ہارون کاندھلویؒ کے تفصیلی حالات کے لئے ملاحظہ کیجئے ''تذکرہ مولوی محمد ہارون کاندھلوی'' از راقم سطور۔

www.abulhasanalinadwi.org

پہلی اہلیہ کا انتقال

پہلی اہلیہ محترمہ مولانا محمد ہارون کی والدہ مرحومہ نے طویل علالت کے بعد ۲۹ رشوال ۱۳۶۶ھ (ستمبر ۱۹۲۷ء) بروز دوشنبہ ایسی حالت میں کہ مغرب کی نماز اشارہ سے ادا کر رہی تھیں اور سجدہ کا اشارہ کر کے گویا سجدہ میں جا چکی تھیں جان جان آفریں کے سپرد کر دی، اللّٰھم اغفرلھا وارحمھا.

دوسرا نکاح

تقریباً تین سال کے بعد حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی دوسری صاحبزادی کے ساتھ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۶۹ھ کو عقد ہوا، یہ اہلیہ محترمہ بحمداللہ بقید حیات ہیں، لیکن ان سے اولاد کوئی نہیں ہوئی۔ (۱)

بیعت وارادت

حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی جو حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی کے ہم زلف بھی ہیں اور بچپن اور تعلیم کے ساتھی بھی اور آخر تک مشیر کار دست راست رہے اور اس وقت حضرت مرحوم کے جانشین اور تبلیغی کام کے نگراں وامیر ہیں، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ مولانا محمد زکریا

(۱) اب یہ بھی وفات پا چکی ہیں رحمہا اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ۔

www.abulhasanalinadwi.org

کاندھلوی کو جب یہ معلوم ہوا کہ ہم لوگ ابھی تک حضرت سے بیعت نہیں ہوئے ہیں تو فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ تم لوگ چچا جان (مولانا محمد الیاسؒ) سے بیعت ہو چکے ہو، بہرحال اب دیر نہ کرو، ہم لوگوں نے حضرت مولانا سے بیعت کی درخواست کی، حضرت نے منظور فرمالیا خود غسل فرمایا اور بڑا اہتمام فرمایا اور پھر خوشی کے ساتھ بیعت فرمالیا اور فرمایا اللہ مبارک کرے اور انشاء اللہ مبارک ہی ہے۔

پہلا حج اور دعوت کا کام

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلوی کی دیرینہ خواہش تھی کہ تبلیغ و دعوت کا جو کام ہندوستان میں چل چکا ہے اور کچھ علاقوں میں اللہ کے فضل سے جم بھی گیا ہے وہ اب باہر بھی پہنچنا چاہیے، خصوصاً دیار عرب میں جہاں سے یہ کام چلا تھا، ۱۳۵۶ھ میں آپ کے دل میں اس کا داعیہ بڑی شدت سے پیدا ہوا، آخر کار ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ میں حج کے لئے روانہ ہو گئے، ہمراہی میں مولانا احتشام الحسن کاندھلوی (۲) حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی، (۳) مولانا انعام الحسن کاندھلوی (۴) مولانا نور محمد میواتی (۵) حاجی عبدالرحمٰن (۶) مولانا محمد ادریس اور دوسرے حضرات بھی تھے، حجاز میں تبلیغی کام کی ابتداء ہوئی، عربوں کے ایک اجتماع میں حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلوی نے عربی میں ایک تقریر بھی فرمائی جس کا سامعین پر اچھا اثر پڑا، مولانا محمد یوسف کاندھلوی کی عمر اس وقت قریباً اکیس سال تھی، یہ حج

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا محمد الیاسؒ کا آخری حج تھا اور حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کا پہلا حج، دوسرا حج بیس سال کے بعد اور تیسرا آخری حج ۱۳۸۳ھ میں ہوا۔

مولانا محمد الیاس کاندھلوی کی وفات اور خلافت و نیابت

۱۲ر جولائی ۱۹۴۴ء کو بروز چہار شنبہ جب کہ حضرت مولانا محمد الیاسؒ سفر آخرت کی تیاری فرما رہے تھے گویا کہ زندگی کا یہ آخری دن تھا، نظام الدین میں علماء اور مشائخ جمع تھے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی اور حضرت مولانا عبد القادر صاحب رائے پوری اور مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی کو یہ پیام پہنچا کہ مجھے اپنے آدمیوں میں سے ان چند پر اعتماد ہے، آپ لوگ جسے مناسب سمجھیں اس کے ہاتھ پر ان لوگوں کو بیعت کرادیں جو مجھ سے بیعت ہونا چاہتے ہیں۔(۱) حافظ مقبول حسن صاحب،
(۲) قاری داؤد صاحب، (۳) مولوی احتشام الحسن کاندھلوی،
(۴) مولوی یوسف صاحب، (۵) مولوی انعام الحسن صاحب،
(۶) مولوی سید رضا حسن صاحب۔

ان حضرات نے دوبارہ مشورہ کر کے مولانا کی خدمت میں عرض کیا کہ مولوی یوسف صاحب ماشاء اللہ ہر طرح اہل ہیں، حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے خلافت کے لئے ''القول الجمیل'' میں جو شرائط لکھے ہیں وہ سب بحمد للہ ان میں پائے جاتے ہیں، عالم ہیں، متورع ہیں اور علوم دینیہ سے اشتغال رکھتے ہیں، فرمایا اگر تم نے یہی انتخاب کیا ہے تو اللہ اسی میں

www.abulhasanalinadwi.org

خیر و برکت فرمائے گا مجھے منظور ہے، یہ بھی فرمایا کہ پہلے مجھے بڑا کھٹکا اور بے اطمینانی تھی، اب بہت اطمینان ہو گیا ہے، امید ہے کہ انشاء اللہ میرے بعد کام چلے گا۔

رات کے پچھلے پہر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب اور مولانا اکرام الحسن صاحب کو یاد فرمایا، مولانا محمد یوسف صاحب سے فرمایا: ''یوسف آمل لے ہم تو چلے'' اور صبح کی اذان سے پہلے جان، جان آفریں کے سپرد کر دی اور عمر بھر کا تھکا مسافر جو شاید کبھی اطمینان کی نیند سویا ہو، منزل پر پہنچ کر میٹھی نیند سویا ؎

یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

صبح کی نماز کے بعد بہتے ہوئے آنسوؤں کے درمیان حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی جانشینی عمل میں آئی اور مولانا کا عمامہ ان کے سر پر باندھا گیا۔

اب دعوت و تبلیغ کا پورا بوجھ حضرت مولانا یوسف صاحب کے کاندھوں پر آ گیا اور دعوت و تبلیغ قافلہ کے سالار بن کر دنیا کے سامنے آئے۔

نظام الدین کے شب و روز

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب جب تک بستی نظام الدین میں قیام کرتے تو شب و روز کا نظام اس طرح رہتا، صبح کی نماز اکثر خود پڑھاتے بعد نماز دعا فرماتے، عموماً نماز خوب اسفار میں ہوتی، دعا کے بعد تقریر

www.abulhasanalinadwi.org

فرماتے جو تقریباً دو گھنٹہ تک رہتی، بعض اوقات دھوپ کافی نکل آتی اور لوگ دھوپ میں بصد شوق تقریر سنتے، مولانا کبھی بیٹھ جاتے اور جوش آتا تو کھڑے ہو جاتے، دھوپ کی تیزی کی بنا پر کوئی خادم یا طالب علم چھت سے لمبائی کی طرف سے دری (جس پر نماز پڑھی جاتی تھی) لٹکا دیتا تاکہ حضرت مولانا کو دھوپ سے تکلیف نہ ہو، اس کے بعد جماعتوں کی تشکیل ہوتی، اس کے بعد حضرت مولانا اپنے حجرہ میں آنے والے مہمانوں کو ناشتہ کراتے اور یہاں بھی مولانا کی گفتگو جاری رہتی اور موضوع اور مرکزی نقطہ اس گفتگو کا بھی دین کے لئے محنت و قربانی ہی ہوتی، کبھی جماعتوں کی سرگزشت اور مختلف علاقوں سے آنے والے مہمانوں سے کام کے متعلق دریافت حال اکثر اسی مجلس میں اجتماعات کی تاریخیں بھی طے ہوتیں، پھر مہمان رخصت ہوتے تو ان کو ہدایات دیتے، اس کے بعد ۱۱ بجے کے قریب جماعتوں کی روانگی کے وقت حضرت مولانا رخصتی تقریر فرماتے جس میں اصول، طریقۂ کار اور نظام الاوقات پر تفصیل سے روشنی ڈالتے، پھر تمام مہمانوں کے ساتھ کھانا تناول فرماتے، اس کے بعد ظہر تک قیلولہ، نماز ظہر کے بعد مطالعہ اور درس حدیث جو قریب عصر تک جاری رہتا، بعد عصر خطوط کے جوابات لکھواتے مہمانوں سے ملتے اور کبھی کبھی اس وقت بھی تقریر فرماتے، بعد نماز مغرب سورہ یٰسین کا ختم ہوتا، ختم پر دعا ہوتی کبھی خود دعا کراتے، کبھی صرف شرکت فرماتے، کبھی کسی کی تقریر بھی ہوتی، عشاء کی نماز کے بعد عہد

www.abulhasanalinadwi.org

نبوی اور عہد صحابہ کے واقعات کا کتابی درس ہوتا، پہلے تو یہ کام اکثر ''البدایۃ والنہایۃ'' (تاریخ ابن کثیر) سے لیا جاتا تھا، لیکن جب سے خود مولانا کی ترتیب دی ہوئی حیات الصحابہؓ تیار ہوگئی تھی وہی سامنے رہتی، ادھر چند سالوں سے بعد نماز عشاء کا یہ درس دوسرے حضرات کے سپرد ہوگیا تھا۔

دین کے لئے محنت وقربانی کی دعوت مولانا کی روح بن گئی تھی، ہر تقریر اور گفتگو کا موضوع یہی ہوتا تھا، شروع میں تو تین چلوں اور سات چلوں کی دعوت دی جاتی تھی لیکن آخر زمانے میں عمر اور ہر سال ۸-۸ مہینے کی دعوت دیتے تھے، مولانا کی دعوت اور اس کی کیفیت میں مسلسل ارتقا جاری تھا اور گزشتہ سال جب مولانا نے اپنے رفقاء کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ آخری حج کیا، اس حج میں اور حج کے بعد مولانا پر اپنے کام اور اپنی نوعیت کا اور زیادہ غلبہ ہوگیا تھا۔

آخری حج

آپ نے ذیقعدہ ۱۳۸۳ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۶۴ء بذریعہ ہوائی جہاز اپنی زندگی کا آخری حج کیا، اس حج کی بڑی خصوصیت یہ تھی کہ اس سفر میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی بھی ہمراہ تشریف لے گئے تھے اور تبلیغی کام سے تعلق رکھنے والے خواص کی ایک بڑی جماعت ساتھ تھی، خود حضرت مولانا اور حضرت شیخ الحدیث اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب اور مولانا محمد ہارون صاحب اور چند اور رفقاء تو ہوائی جہاز سے گئے

www.abulhasanalinadwi.org

تھے باقی حضرات بحری جہازوں سے گئے تھے، مکہ معظمہ پہنچ کر صبح و شام حضرت مولانا کی تقریریں شروع ہوگئیں، حرم شریف میں اور اس کے علاوہ بھی مختلف مقامات کے خصوصی اجتماعات میں خطاب فرماتے۔

۲۷ ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے، نصف یوم اور ایک شب راستہ میں "بدر" ٹھہرے، ۲۸ ذی الحجہ کو مدینہ منورہ پہنچے، مدینہ منورہ میں بھی صبح و شام اجتماعات ہوتے، ہر طبقہ میں خطاب فرمایا، ہندوستانی مجمع، بخاری مجمع، عربی مجمع، الغرض کوئی وقت ایسا نہ تھا جس میں مولانا کا خطاب نہ ہوتا ہو، حرمین پاک میں عموماً فجر کی نماز غلس میں (یعنی اندھیرے میں) ہوتی ہے، حضرت مولانا کا خطاب نماز کے بعد ہی شروع ہوجاتا اور سورج خوب بلند ہونے تک جاری رہتا، لوگ ہمہ تن گوش ہوکر خطاب سنتے اور پہلو نہ بدلتے اس مبارک سفر میں طالبین حق کا ایسا رجوع عام ہوا جو پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔

مولانا کی دعوت پر لمبی لمبی مدت کے لئے ۲۶ جماعتیں نکلیں، جن میں سے اٹھارہ یورپ وغیرہ کے دور دراز ممالک فرانس، مغربی جرمنی، انگلستان وغیرہ کے لئے اور آٹھ جماعتیں مختلف ممالک عربیہ کے لئے۔

مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ واپسی ہوئی اور سولہ دن وہاں قیام فرمایا، پھر وہاں سے کراچی تشریف لائے اور پہنچتے ہی وہاں کے تبلیغی مرکز کی مسجد میں تقریباً تین گھنٹے تقریر کی، تین دن کراچی میں قیام رہا اور عادت و معمول

www.abulhasanalinadwi.org

کے مطابق دعوتی تقریروں اور گفتگوؤں کا سلسلہ جاری رہا....کراچی سے لائل پور تشریف لائے راستہ کے قریب قریب ہر اسٹیشن پر اللہ کے لئے محبت کرنے والے زائرین کا مجمع ہوتا تھا، جہاں وقت میں گنجائش ہوتی آپ اپنی کچھ بات فرماتے اور دعا ہوتی، لائل پور سے سرگودھا، سرگودھے سے ڈھڈیاں (جہاں حضرت اقدس رائے پوری نور اللہ مرقدہ، آرام فرما ہیں) اس کے بعد راولپنڈی، رائے ونڈ، لاہور، ان تمام مقامات پر کم وبیش قیام فرمایا، ہر جگہ صبح وشام گھنٹوں خطاب فرماتے رہے، بولتے بولتے گلے میں سوجن ہوگئی، ڈاکٹروں نے اصرار سے مشورہ دیا کہ کچھ دنوں کے لئے بولنا چھوڑ دیا جائے، مگر حضرت مولانا اس پر آمادہ نہیں ہوئے حسبِ عادت تقریروں اور گفتگوؤں کا سلسلہ جاری رہا اور مرض ترقی کرتا گیا۔

پاکستان کا آخری سفر

حضرت مولانا فروری ۱۹۶۵ء کے دوسرے ہفتہ میں براستہ لاہور ڈھاکہ کے اجتماع میں تشریف لے گئے، وہاں کے اجتماع سے فارغ ہونے کے بعد مشرقی پاکستان کے اہم مقامات پر اجتماعات ہوئے اور تقریروں کا سلسلہ جاری رہا، اس کے بعد پھر مغربی پاکستان تشریف لائے، کراچی، میر پور خاص، ملتان، کنگن پور، ٹل (کوہاٹ) اور راولپنڈی کے اجتماعات ہوئے جن میں حسب معمول حضرت مولانا تقریریں فرماتے تھے اس کے بعد رائے ونڈ کے اجتماع میں رونق افروز ہوئے، یہاں آخری دن

www.abulhasanalinadwi.org

(۲۳/مارچ کو) تقریباً ستر جماعتیں رخصت کیں، اس پورے دورہ کے اجتماعات میں دو مستقل تقریریں صبح اور شام کو ضرور ہی فرماتے، اس کے علاوہ عصر سے مغرب تک خصوصی مجلس میں بیان ہوتا، ناشتہ اور کھانے کے وقت بھی گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا، رائے ونڈ کے اجتماع کے بعد لاہور تشریف لے آئے، پھر وہاں سے نارووال کے اجتماع میں تشریف لے گئے، اندرونی طور پر کچھ تکلیف محسوس کرتے رہے مگر ان کے بے مثل ضبط وتحمل نے اس کو ظاہر نہ ہونے دیا، احباب کو وقت آخر جا کر علم ہوا کہ وہ کتنی تکلیف میں مبتلا رہے ہیں، وہاں دو دن کے بعد جمعہ المبارک کی ادائیگی کے لئے کو جرانوالہ رک گئے اور اس تکلیف کے باوجود جمعہ سے قبل اور اس کے بعد وہاں تقریر بھی فرمائی، عصر کے قریب لاہور بلال پارک چلے آئے اور یہاں بھی اس تکلیف کے باوجود بیانات برابر جاری رہے، ہفتہ کی شام کو دو گھنٹہ تک تقریر فرمائی اور اگلی صبح اتوار کو جماعتوں کو رخصت کرنے سے پہلے ہدایات سے نوازا، پونے دس بجے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ مولانا ٹیلیفون کمپاؤنڈ میں چلے گئے، وہاں دس بجے عورتوں کا اجتماع تھا اور مولانا کا بیان ہونا تھا، [1] دوشنبہ کو پھر رائے ونڈ تشریف لے آئے تین دن یعنی جمعرات تک قیام فرمایا، روزانہ صبح کو خواص سے خطاب فرماتے ان تینوں دنوں میں بڑی اہم ہدایتیں اور نصیحتیں کام کرنے والوں کو فرمائیں۔

(۱) سید ذوالفقار حسین بخاری، حضرت جی نمبر خدام الدین لاہور۔

www.abulhasanalinadwi.org

لاہور کا ورود اور انتقال

۲/اپریل جمعہ کے دن ٹرین سے سہارنپور لئے روانگی طے تھی، جمعرات کے دن رائے ونڈ سے فارغ ہوکر لاہور تشریف لے آئے، ایک دن پہلے (بدھ کے دن) گلے سے معدے تک سانس کی نالی میں چبھن محسوس فرماتے تھے، لاہور پہنچ کر طبیعت میں تقریر کے لئے آمادگی نہیں تھی، حضرت مولانا کے لئے یہ بالکل غیر معمولی اور نئی بات تھی اور طبیعت کے اس حال کا اظہار بھی فرمادیا تھا، بلال پارک میں (جہاں لاہور کا تبلیغی مرکز ہے اور وہیں مولانا کا قیام تھا) حسب معمول بعد مغرب جمعرات والا اجتماع شروع ہوا اور چونکہ عام طور سے یہ اطلاع تھی کہ حضرت مولانا کل جمعہ کو ہندوستان تشریف لے جائیں گے اور لوگوں کا خیال تھا کہ آج کے اجتماع میں مولانا کے اس سفر پاکستان کی آخری تقریر ہوگی اس لئے مجمع زیادہ آگیا، اور کچھ ایسے حضرات بھی آگئے جو عام طور سے تبلیغی اجتماعات میں آیا نہیں کرتے، اس لئے بعض مخلصین نے عرض کیا کہ کچھ ضرور فرمادیں، مولانا نے ارادہ فرمالیا اور طبیعت کے انتہائی احساس ضعف کے باوجود ہمت اور قوت ارادی استعمال کر کے کھڑے ہوگئے اور سوا گھنٹے تک تقریر فرمائی صاف محسوس ہورہا تھا کہ مولانا زبردستی تقریر فرمارہے ہیں، پیشانی تک سے پسینہ پھوٹ رہا تھا، اور آواز میں نقاہت تھی، تقریر کے بعد تشکیل شروع ہوئی اس وقت بھی طبیعت پر جبر کر کے بیٹھے رہے، اس کے

www.abulhasanalinadwi.org

بعد ایک نکاح پڑھانا تھا وہ بھی پڑھایا، لیکن اس موقع پر تقریر نہیں فرمائی، اور دعا بھی مختصر فرمائی، جو ان کے عمر بھر کے معمول اور طریقہ کے لحاظ سے بالکل نرالی بات تھی، اس سے خاص ساتھیوں کو اندازہ ہو رہا تھا کہ کوئی غیر معمولی بات ہے، مجلس نکاح سے اٹھ کر قیام گاہ کی طرف چلے جو بالکل برابر میں تھی، چلتے ہوئے فرمایا مجھ کو سنبھالو، سعید بن صدیق صاحب اور ریاض لاہوری نے گلے اور کمر کو ہاتھوں سے سہارا دیا، چند قدم بڑھتے ہی لڑکھڑا گئے اور غشی طاری ہوگئی، اٹھا کر کمرہ میں لایا گیا اور اسی بے ہوشی کی حالت میں لٹا دیا گیا، ایک حکیم صاحب جو سفر میں ساتھ تھے ان کے پاس جواہر مہرہ تھا، انھوں نے دودھ میں گھول کر چمچہ سے پلایا، چند منٹ کے بعد کچھ ہوش آ گیا، ہاتھ پاؤں بالکل ٹھنڈے تھے، نبض بہت ہی ضعیف تھی، لاہور کے نامور ڈاکٹر کرنل ضیاء اللہ صاحب کو بلوایا گیا، انھوں نے دیکھ کر کہا کہ قلب پر ایسا شدید حملہ ہوا تھا کہ اس سے بچ جانا بس ایک کرامت ہے انھوں نے مشورہ دیا کہ مولانا کو اسی وقت ہسپتال میں داخل کر دیا جائے لیکن اس پر عمل نہیں ہو سکا اور ڈاکٹر صاحب کی تجویز کردہ دواؤں کا استعمال شروع ہوا، آدھی رات گذرنے کے کافی بعد حضرت مولانا نے عشاء کی نماز ادا کی صبح تک طبیعت ایسی سنبھل گئی کہ کرنل ضیاء اللہ صاحب نے جب آ کر دیکھا تو انھیں سخت حیرت ہوئی، سب لوگ ایک درجہ مطمئن ہو گئے، اس اثناء میں مولانا نے کچھ ضروری باتیں بھی کیں، اس سلسلہ میں مولانا

www.abulhasanalinadwi.org

انعام الحسن صاحب سے یہ بھی فرمایا کہ میری کتابوں کی زکوٰۃ ادا کردی جائے، بہرحال دوپہر تک طبیعت بہت قابل اطمینان رہی، لیکن جمعہ کی نماز کے وقت پھر ایک دم طبیعت بگڑی اور سانس بے قابو سا ہوگیا، فرمایا مجھے مختصر سی نماز پڑھوادو، مولانا انعام الحسن صاحب نے مختصر سی نماز پڑھادی، مسجد میں جمعہ کی نماز بھی مولانا مفتی زین العابدین صاحب نے بہت مختصر پڑھائی، ڈاکٹر اسلم صاحب نے آکر دیکھا تو کہا مرض کا دوبارہ حملہ ہوگیا ہے فوراً اسپتال لے چلنا چاہئے تاکہ وہاں آکسیجن دیجائے، حضرت مولانا نے سنا تو فرمایا وہاں نرسیں بھی ہوں گی، مفتی زین العابدین صاحب نے فرمایا کہ اس کا پورا انتظام کرلیا جائے گا کہ کوئی نرس اور عورت قریب نہ آئے تو چلنے کی اجازت دیدی۔

آخری وقت

موٹر میں حضرت مولانا کو لٹا دیا گیا اور وہ اسپتال کی طرف روانہ ہوگئی، حضرت مولانا انعام الحسن مولوی الیاس میواتی اور ڈاکٹر اسلم ساتھ بیٹھے، اس وقت سانس زیادہ اکھڑنے لگی، اس وقت زبان پر تھا، ربی اللہ، ربی اللہ، مولوی الیاس صاحب میواتی کا بیان ہے کہ اسی کے ساتھ حضرت مولانا نے شام کے وقت ماثورہ دعائیں پڑھنی شروع کردیں، اور کلمہ شریف پڑھنے لگے، گڑھی شاہو کے چوک کے قریب جب موٹر پہنچی تو دریافت فرمایا کہ اسپتال کتنی دور ہے؟ عرض کیا گیا ابھی آدھا فاصلہ ہے، اس کے بعد

www.abulhasanalinadwi.org

زبان صحیح طور سے اپنا کام کرنے کے لائق نہیں رہی، آنکھوں میں بھی تغیر آگیا، حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نے یٰسین شریف شروع کردی اور بس چند لمحوں میں حضرت مولانا نے کلمہ شریف پڑھتے ہوئے متبسم چہرے کے ساتھ جان، جان آفریں کے سپرد کردی، یعنی ۲۹ر ذیقعدہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۲ر اپریل ۱۹۶۵ء جمعہ کے دن دو بجے کے قریب، ۲۱ر برس تک مسلسل اللہ کے لئے اور اس کے دین کے لئے جان کھپانے والی یہ بابرکت ہستی اس فانی دنیا سے عالم جاودانی کی طرف رحلت کرگئی، إنا للّٰہ وإنا إلیه راجعون، یآ أیتها النفس المطمئنة ارجعی إلی ربك راضیة مرضیة فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی.

نماز جنازہ

نعش مبارک بلال پارک واپس لائی گئی، جو سنتا تھا حیرت زدہ ہوکر رہ جاتا تھا، جیسے جیسے خبر پھیلتی گئی، مجمع بڑھتا گیا، عشاء ہوتے ہوتے ہزاروں کا مجمع ہوگیا، نماز جنازہ ہوئی، جو حضرت مولانا انعام الحسن صاحب نے پڑھائی، حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب گمتھلوی (خلیفہ خاص حضرت اقدس رائے پوری قدس سرہٗ) سرگودھا سے ایک قافلہ کے ساتھ اس وقت پہنچے جب نماز جنازہ ہوچکی تھی، حضرت ممدوح نے دوسری دفعہ نماز جنازہ پڑھائی۔

اگرچہ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب وغیرہ کی رائے یہ تھی کہ

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت مولانا کو وہیں دفن کردیا جائے لیکن حافظ صدیق صاحب وغیرہ میواتی حضرات کے شدید اصرار پر اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کے فون کے ذریعہ استصواب کے بعد ہوائی جہاز سے دہلی جنازہ لانے کا فیصلہ ہوا، جنازہ کے ساتھ حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی مولانا محمد عمر پالن پوری، حافظ صدیق صاحب، قاری رشید صاحب، مولوی الیاس صاحب میواتی، میاں جی اسحاق صاحب اور حاجی احمد صاحب پالن پوری بھی ساتھ بیٹھے، جنازہ ڈیڑھ بجے رات لاہور سے روانہ ہوکر ۳ بجے دہلی کے ہوائی اڈہ پر اترا، اور ساڑھے تین بجے کے قریب نظام الدین لے آیا گیا، تھوڑی دیر کے بعد سہارنپور سے حضرت شیخ الحدیث تشریف لے آئے، خبر دہلی اور اطراف میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی اقتدا میں نماز جنازہ صبح ۹ بجے پڑھی گئی جس میں دہلی اور اس کے قریبی علاقوں اور میوات کے قریباً اسی ہزار مسلمانوں نے شرکت کی اور حضرت مولانا مرحوم اپنے والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں دفن کردیئے گئے۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

پسماندگان

حضرت مولانا مرحوم کی زندگی کی جو خاص نوعیت تھی اس کی بنا

www.abulhasanalinadwi.org

پر بلاشبہ ساری امت مسلمہ اور بالخصوص ان کے لاکھوں عقیدت منداور محبین جن کو ان کے ذریعہ دین اور ایمان ویقین کی دولت ملی ان کے پسماندگان میں ہیں، لیکن عرف عام میں قرابت وعزیزداری کے لحاظ سے ان کے پسماندگان میں ایک صاحبزادہ مولانا محمد ہارون صاحب ہیں جو الحمدللہ مولانا کے نقش قدم پر ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو خاص الخاص ترقیات سے نوازے۔[1] دوسری حضرت کی والدہ ماجدہ اماں جی ہیں جن کے بارہ میں اپنی معلومات کی بنا پر لکھنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے کہ اپنے وقت کی رابعہ بصریہ ہیں، تیسری حضرت مرحوم کی اہلیہ محترمہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی کی صاحبزادی ہیں، چوتھی محترمہ ہمشیرہ صاحبہ ہیں، جو حضرت شیخ الحدیث کی اہلیہ محترمہ ہیں[2] جن کے صاحبزادے مولوی محمد طلحہ ہیں، پانچویں حضرت مولانا انعام الحسن صاحب ہیں جو خاندانی قرابت کے علاوہ ہم زلف بھی ہیں اور ساری عمر حضرت مولانا مرحوم کے ساتھ دو قالب ایک جان ہوکر رہے، عام طور سے محسوس کیا جاتا تھا کہ تبلیغ کے نام سے جو دینی جدوجہد چل رہی ہے حضرت مولانا محمد الیاس رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد سے حضرت مولانا مرحوم اس کا قلب ہیں اور حضرت مولانا انعام الحسن صاحب اس کا دماغ، حضرت مولانا کے وصال کے بعد ان کے جانشین

(۱) مولانا محمد ہارون کاندھلوی ۲۹ رشعبان المعظم ۱۳۹۳ھ کو وفات پاگئے، رحمہ اللہ وغفرلہ، ان کے بیٹے مولانا محمد سعد صاحب اس وقت ان کی جگہ پر ہیں۔ (مرتب)

(۲) پسماندگان میں یہ بھی حضرات وفات پاچکے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

خاص کی حیثیت سے اس دینی جد وجہد کی سب سے بڑی ذمہ داری اب انھیں پر ہے، اللہ تعالیٰ ان کی پوری مدد فرمائے اور امت کو ان سے ویسا ہی نفع پہنچائے جیسا کہ حضرت مرحوم سے پہنچایا و ماذلك على الله بعزيز۔ (۱)

چھٹے ان کے برادر معظم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم ہیں جو چچازاد بھائی اور خسر ہونے کے علاوہ والد ماجد حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے بعد ان کے استاد اور مربی بھی ہیں، حضرت شیخ کو حضرت مولانا مرحوم سے جو مشفقانہ تعلق تھا اور حضرت مولانا مرحوم حضرت شیخ کے ساتھ عقیدت و نیازمندی کا جو رابطہ رکھتے تھے اس کو الفاظ میں بیان کرنا مشکل ہے، حضرت شیخ کے لئے یہ حادثہ کسی باکمال اور صاحب فیض سگے بیٹے کے حادثہ سے کم نہیں ہے، حضرت شیخ اس دور کے شیخ المشائخ اور مرجع خلائق ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ دیر تک قائم رکھے اور امت کو استفادہ کی توفیق دے، (۲) ان حضرات کے علاوہ کاندھلہ میں پورا خاندان ہے، جن میں حضرت مولانا احتشام الحسن صاحب بھی ہیں، جو حضرت مولانا مرحوم کے حقیقی ماموں ہیں، بہت سی مفید کتابوں کے مصنف ہیں، ان کے علاوہ مولانا انعام الحسن صاحب کے والد ماجد مولانا اکرام الحسن صاحب، مولانا اظہار الحسن صاحب، مولانا صوفی افتخار الحسن صاحب،

(۱) مولانا انعام الحسن کاندھلوی نے بھی محرم الحرام ۱۴۱۶ھ کو انتقال فرمایا، اور مولانا محمد زبیر الحسن صاحب کو یادگار چھوڑا۔ (مرتب)

(۲) حضرت شیخ الحدیث نے بھی یکم شعبان المعظم ۱۴۰۲ھ کو انتقال فرمایا، اور جنۃ البقیع (مدینہ منورہ) میں سپرد خاک ہوئے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مصباح الحسن صاحب وغیرہ قریبی اعزہ اور متعلقین ہیں، اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اپنی رضا ومحبت کے اونچے مقام تک پہنچائے۔ (۱)

وما مات من کانت بقایاہ مثلھم شباب تسامیٰ للعلیٰ و کھول

حضرت مولانا کی دو اہم تصنیفیں

اس کو حضرت مولانا کی صرف کرامت ہی کہا جاسکتا ہے کہ دن رات اپنی دعوت میں منہمک رہنے کے باوجود مولانا مرحوم نے تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا اور ان کے سیکڑوں مکاتب کے علاوہ جن کی حیثیت مستقل رسائل ومقالات کی ہے، دو ضخیم تصنیفیں چھوڑیں، ذیل کی سطروں میں ان کا بہت مختصر اور اجمالی تعارف کرایا جارہا ہے۔

امانی الاحبار

مولانا مرحوم نے ۱۳۵۵ھ میں اپنے والد ماجدؒ سے حدیث کی دوسری کتابوں مستدرک حاکم وغیرہ کے علاوہ امام طحاوی کی معرکۃ الآراء کتاب شرح معانی الآثار بھی پڑھنی شروع کی، پڑھنے کے ساتھ ساتھ مولانا نے اس کی شرح بھی لکھنی شروع کی جس کا سلسلہ آخر تک جاری رہا، اس کی دو جلدیں چھپ کر شائع ہو چکی ہیں، پہلی جلد بڑے سائز کے ۳۷۶ صفحات پر ختم ہے، ہر صفحہ میں ۳۵-۳۶ سطریں ہیں، دوسری جلد ۴۴۲ صفحہ

(۱) ان حضرات میں حضرت مولانا افتخار الحسن صاحب ہی بقید حیات ہیں، اللہ ان کے سایہ کو قائم ودائم رکھے، آمین۔

www.abulhasanalinadwi.org

پر ختم ہوئی ہے، تیسری جلد کی تصنیف معلوم ہوا ہے کہ مکمل ہو چکی تھی لیکن چھپنے کی نوبت ابھی نہیں آئی، پہلی جلد کے شروع میں طحاوی کے اسماء الرجال کی فہرست اور قریباً چالیس صفحہ کا مقدمہ فن حدیث میں مولانا کے علمی مقام کا اندازہ کرنے کے لئے کافی ہے۔

حیات الصحابہؓ

اس کا نام تو حیات الصحابہؓ ہے لیکن دراصل یہ عہد نبوتؐ اور دور صحابہ کا عربی زبان میں ایک مستند اور مکمل مرقع ہے، اس کی تین ضخیم جلدیں ہیں، دائرۃ المعارف حیدرآباد میں اس کی طباعت ہوئی ہے، پہلی جلد کے شروع میں مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کا پیش لفظ ہے، پہلی جلد ۶۱۲ صفحات پر ختم ہوئی ہے، دوسری جلد ۱۴۷ صفحات پر ختم ہوئی، تیسری جلد بھی اتنی ہے وہ بھی چھپ چکی ہے لیکن ابھی پریس سے نکل کر شائقین کے ہاتھوں تک نہیں پہنچ سکی ہے، راقم الحروف نے بھی نہیں دیکھی ہے، گویا پوری کتاب کے صفحات دو ہزار سے زیادہ ہیں، محدثین کے طرز پر لکھی گئی ہے، پہلی دو جلدیں جو چھپ کر شائع ہو چکی ہیں، ان کا اردو ترجمہ بھی ادارہ اشاعت دینیات دہلی سے شائع ہو چکا ہے۔

مولانا کی ان دونوں کتابوں کو دیکھ کر ان لوگوں کو حیرت ہوگی جو مولانا کے نظام الاوقات اور دن رات کی مصروفیات کو آنکھوں سے دیکھتے تھے، مولانا کی یہ دونوں کتابیں اس لائق ہیں کہ پوری تفصیل کے ساتھ ان

www.abulhasanalinadwi.org

پر تبصرہ کیا جائے اور اہل علم سے ان کا تعارف کرایا جائے، اس وقت تو مقصد صرف ان دونوں کتابوں کا اجمالی تعارف تھا، راقم الحروف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان خوش نصیبوں میں ہے جنہوں نے حضرت مولانا مرحوم کی دن رات کی مصروفیتوں کو سفر وحضر میں بار بار دیکھا ہے، ان مصروفیات میں ایسی ضخیم کتابوں کی تصنیف کو حضرت مولانا کی کرامت ہی کہا جاسکتا ہے، اللہ تعالیٰ اہل علم کو ان کتابوں سے وہ فائدہ پہنچائے جس کی امید پر مولانا مرحوم نے یہ کتابیں لکھی تھیں، اور ان کو پوری طرح قبول فرمائے۔ (۱)

سراپا

میانہ قد، خوش رو، رنگ کھلتا ہوا، بدن دوہرا، گھنی سیاہ داڑھی، بھرا ہوا چہرہ، آنکھوں میں بلا کی چمک اور کشش، خندہ پیشانی، سر پر عام طور سے رومال باندھتے اور دو پلی ٹوپی بھی پہنا کرتے، تہبند اور لمبا کرتا عام لباس ہوتا، کبھی کبھی پاجامہ بھی پہنتے، پہلی نظر ڈالو تو معلوم ہو کسی گہری سوچ میں ہیں، اول اول ہیبت طاری ہوتی لیکن ذرا ہی دیر میں انس پیدا ہو جاتا، ہر ایک سمجھتا کہ سب سے زیادہ تعلق ان سے ہے، دین کے علاوہ کچھ نہ کہتے اور نہ سننا گوارہ کرتے، ذہن صاف، سینہ یقین سے بھرا ہوا، معلومات خاص کر عہد نبویؐ اور قرن صحابہؓ وتابعین سے متعلق وسیع سے وسیع تر، لبوں پر مسکراہٹ مگر دل میں آگ لگی ہوئی، نواب مصطفیٰ خاں شیفتہ نے ایسے ہی

(۱) حیاۃ الصحابہ کے متعدد ایڈیشن ملک وبیرون ملک سے نکل چکے ہیں، اور متعدد زبانوں میں اس کے ترجمہ کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ (مرتب)

www.abulhasanalinadwi.org

مردان خدا کے لئے کہا ہے ؎

تو اے افسردہ دل زاہد یکے در بزم رنداں شو
کہ بینی خندہ بر لب ہا و آتش پارہ در دل ہا

بات کرتے کرتے آستین چڑھاتے پھر اتارتے، تھوڑی دیر بعد ایک آہ بھرتے جو درد واثر میں ڈوبی ہوتی، اضطراب و بے کلی نے ایک سیمابی کیفیت پیدا کردی تھی، جنہوں نے قریب سے نہیں دیکھا ان کے لئے سمجھنا مشکل ہے، اور جنہوں نے دیکھا انھوں نے یقین کیا کہ وہ اس دور میں اللہ کی ایک نشانی تھے، انھیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے درد وفکر کو سمجھنا آسان ہوجاتا تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

صفات وکمالات اور خصوصی امتیازت

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ کو جب ان کے شیخ ومرشد حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکرؒ نے خلافت عطا فرمائی تو زبان مبارک سے یہ الفاظ بھی ارشاد فرمائے تھے:

''اللہ تعالیٰ نے تم کو علم وعقل وعشق کی دولت عطا کی ہے اور جو ان صفات کا جامع ہو وہ مشائخ کی خلافت کی ذمہ داریاں خوب ادا کرسکتا ہے۔''

اور پھر ارشاد فرمایا:

''تم ایک سایہ دار درخت ہوگے جس کے سائے میں اللہ کی مخلوق آرام پاوے گی، استعداد کی ترقی کے لئے مجاہدہ کرتے رہنا۔''

درحقیقت مولانا محمد یوسف صاحبؒ کا بھی یہ حال تھا، خدا نے آپ کو علم وعقل کی دولت بھی عطا فرمائی تھی اور عشق ومستی، درد وسوز کی نعمت سے بھی نوازا تھا، علم وعقل کا تو مظاہرہ والد ماجد کی زندگی میں بارہا ہوا تھا عشق کی وہ آگ جو بظاہر دبی ہوئی تھی لیکن اندر اندر سلگ رہی تھی والد ماجد

www.abulhasanalinadwi.org

کے انتقال کے بعد بھڑک اٹھی۔

علم وعقل اور عشق کی دولتوں کے علاوہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولانا کو اور بھی ایسی صلاحتیں عطا فرمائی تھیں جو کسی داعی الی اللہ اور عارف باللہ کی خصوصیت وصفات میں سرفہرست کا درجہ رکھتی ہیں۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی خود اپنے تأثرات کا ان الفاظ میں اظہار کرتے ہیں:

''مجھ کو اپنی بے بضاعتی اور تہی دامنی کا پورا احساس ہے لیکن یہ تقدیری بات ہے کہ مجھ کو ممالک اسلامیہ کی سیاحت اور عالم اسلامی کی واقفیت کے ایسے ذرائع اور مواقع میسر آئے جو (بلا کسی تنقیص وتحقیر کے) میرے ہم وطنوں اور ہم عمروں سے سے بہت کم اشخاص کو میسر آئے ہوں گے، دنیائے اسلام اور بالخصوص ممالک عربیہ کے دینی، علمی اور روحانی حلقوں کو بہت قریب سے دیکھنے اور برتنے کا اتفاق ہوا، دور حاضر کی مشکل سے کوئی تحریک اور کوئی عظیم شخصیت ہوگی جس سے ملنے اور تعارف حاصل کرنے کی سعادت نہ حاصل ہوئی ہو، اس وسیع واقفیت کی بنا پر (جو کسی کا ذاتی کمال اور سرمایہ فخر نہیں) یہ کہنے کی جرأت کی جاتی ہے کہ ایمان بالغیب کی طاقت، دعوت کے شغف اور انہماک اور تاثیر کی وسعت قوت میں میں نے اس

www.abulhasanalinadwi.org

دور میں مولانا محمد یوسف صاحبؒ کا کوئی ہمسر اور مقابل نہیں دیکھا، یوں ان کی نادرۂ روزگار شخصیت میں بہت سے ایسے کمالات پائے جاتے تھے جن میں ان کا پایہ بہت بلند تھا، ان کی ایمانی قوت، ان کا اعتماد، توکل ان کی ہمت وجرأت، ان کی نماز ودعا، صحابہ کرامؓ کی زندگی سے ان کی گہری واقفیت اور ان کے حالات کا استحضار، اتباعِ سنت کا اہتمام، فہم قرآن اور واقعات انبیاءؑ سے عظیم نتائج کا استخراج، دعوت وتصنیف کے متضاد مشاغل کو جمع کرنے کی قوت اور آخر میں ان کی غیر معمولی مقبولیت ومحبوبیت یہ سب ان کی زندگی کے وہ پہلو اور نمایاں صفات ہیں جن کے متعلق بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے اور جس کے لفظ لفظ کی تصدیق وہ سب لوگ کریں گے جن کو ان کی خدمت میں کچھ دن رہنے کی سعادت یا کسی سفر میں رفاقت کا شرف حاصل ہوا ہے اور ان کی تعداد ہزاروں کی ہے۔"

علوّ مرتبت

اللہ تعالیٰ کا مولانا محمد یوسف صاحب پر یہ بڑا فضل وکرم تھا کہ وہ شروع سے اکابر ومشائخ کے منظور نظر تھے اور بزرگوں کی توجہ کا مرکز تھے، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے انتقال کے بعد اس وقت کے اکابر، جیسے حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوری، حضرت مولانا حسین احمد مدنی، شیخ

www.abulhasanalinadwi.org

الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی، مولانا مفتی محمد کفایت اللہ اور جملہ اکابر کی نگاہ میں ان کی وقعت اور بڑھ گئی اور ان کے علو مرتبت عالی ہمتی کے سب قائل ہو گئے سب نے اپنی اپنی نگاہ شفقت ڈالی اور عزت کا مقام عطا کیا، خصوصاً حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ نے مولانا محمد یوسف صاحب کے متعلق باوجودیکہ مولانا ہر طرح خورد تھے بڑے بلند الفاظ ارشاد فرمائے ہیں، مولانا نور محمد صاحب ناجھوٹی کہتے ہیں کہ ایک بار حضرت رائے پوری نے فرمایا:

''مولانا محمد یوسف صاحب کے والد ماجد کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ عنایت فرمایا تھا مولانا کو وہ سب کچھ دے دیا ہے مع شئ زائد۔''

۱۹۴۵ء میں مرادآباد میں جو پہلا تبلیغی اجتماع ہوا تھا اور جس میں بڑے بڑے علماء واکابر شریک ہوئے تھے اس اجتماع میں تقریباً پانچ سو میواتی شریک ہوئے تھے، ان سارے میواتیوں کو حضرت مولانا عبدالقادر رائے پوریؒ نے ایک جگہ جمع کرایا اور باتیں کرتے ہوئے مولانا محمد یوسف صاحب کے حق میں بڑے توصیفی کلمات ارشاد فرمائے اور یہ فرمایا:

''جو کچھ ہم کو ملا انہیں کے خاندان سے ملا تم لوگ ان کا دامن مضبوطی سے تھام لو، ان کو مت چھوڑو، تم کو بڑی نعمت اور دولت ملی ہے، حضرت یہ فرماتے جارہے تھے اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔''(۱)

(۱) میاں جی رحمان بخش میواتی۔

www.abulhasanalinadwi.org

دینی دعوت میں انہماک

حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ کے انتقال کے بعد مولانا محمد یوسف صاحبؒ پر سب سے زیادہ جو کیفیت طاری ہوئی وہ دینی دعوت میں انہماک کی تھی، جس دعوت کے لئے حضرت مولانا محمد الیاسؒ نے جان دی اور ان کی زندگی میں مولانا محمد یوسف صاحبؒ علمی مشغلوں کی خاطر اس دعوت میں خاطر خواہ وقت نہ دے سکے اب وہ دعوت مولانا کے دل کی آواز بن گئی اور اب وہ دعوت میں اتنے مستغرق ہو گئے کہ اس کے عالاوہ کوئی اور چیز یاد نہ رہی، ان کے شب و روز اور سارے اوقات بس دعوت دین میں گھر کر رہ گئے، آرام و راحت یا گھر میں سکون و طمانیت سے ایک گھڑی گزارنے کا بھی وقت نہیں ملتا تھا، تبلیغی دعوت سے اتنا عشق ہو گیا تھا کہ اس کے علاوہ نہ کسی کی بات کو سننا گوارہ کرتے تھے نہ کسی اور مشغلہ میں منہمک ہونا پسند کرتے تھے۔ ع

ہر چہ جز و معشوق باقی جملہ سوخت

حضرت شیخ الحدیثؒ کا بیان ہے کہ ''مولانا محمد یوسف صاحبؒ پر کبھی کبھی ایسا زمانہ گذرتا تھا کہ کام کے انہماک اور بے پایاں مشغولیت کی بنا پر بستی نظام الدین میں رہتے ہوئے بھی کئی کئی ماہ گھر میں جانے کا موقع نہیں ملتا تھا۔''

مولانا کی پہلی اہلیہ محترمہ جو حضرت شیخ الحدیث کی سب سے بڑی

www.abulhasanalinadwi.org

صاحبزادی تھیں، حضرت مولانا محمد الیاسؒ کے انتقال کے بعد علیل ہوگئیں اور ان کی علالت رفتہ رفتہ شدت اختیار کرتی گئی اور آخر میں نازک شکل اختیار کرگئی لیکن مولانا محمد یوسف صاحب کو کام میں اتنا زیادہ انہماک ہو چکا تھا کہ ان کا ذہن و دماغ اس کام کے علاوہ اور کسی طرف نہیں چلتا تھا اور اگر چلتا تھا تو وقت میں اتنی گنجائش نہ ہوتی کہ وہ تیمارداری کرسکیں، علاج معالجہ کی نگرانی کا کام حضرت حافظ فخر الدین صاحب دہلوی کے ذمہ تھا اور وہ اس کے لئے روزانہ دہلی سے تشریف لاتے تھے، مولانا محمد منظور نعمانی کی اہلیہ محترمہ نے ایک بار جا کر مولانا محمد یوسف صاحب کی اہلیہ محترمہ سے اس بے توجہی اور بے التفاتی کی وجہ دریافت کی تو مولانا کی اہلیہ محترمہ نے جواب دیا:

> ''وہ دن رات دین کی فکر اور دین کے کام میں لگے رہتے ہیں ان کو اپنا ہوش بھی نہیں ہے، میں نے خود ہی ان سے کہہ دیا ہے کہ آپ میری فکر بالکل نہ کریں، دوا علاج ہو ہی رہا ہے، اگر اللہ نے جنت میں جمع فرما دیا تو وہاں اطمینان سے رہنے کا موقع ملے گا۔''

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب کسی کو کسی چیز سے عشق ہو جاتا ہے تو دنیا کی ہر چیز قربان کر دینے کو تیار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اپنے تن من کا ہوش تک نہیں رکھتا۔

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا محمد یوسف صاحب کا یہی حال تھا، دینی کام سے ان کو عشق ہو گیا تھا، ان کی مجلس میں سوائے جماعتوں کی آمد و رفت، اوقات کا مطالبہ کرنے، جماعتوں کی تشکیل اور اس پر مذاکرہ کے اور کچھ نہ ہوتا۔

اضطراب و بیقراری

اضطراب و بیقراری نے مولانا کی زندگی کے سارے گوشوں کو گھیر لیا تھا، ان کی زبان کھلتی تو دینی دعوت اور مسلمانوں کی زبوں حالی، کام کی ضرورت پر کھلتی، ان کی آنکھیں ان افراد کو تلاش کرتیں جو اپنا عزیز وقت دین کے لیے دینے آئے ہوں، اس کی فکر میں سوتے بھی تھے اور جاگتے بھی تھے اور مہمان آتا تو یہی فکر پاتا، چائے کے بعد کی گفتگو گھنٹوں چلتی، آدھی آدھی رات تک اسی میں غلطاں و پیچاں رہتے، کسی کی بات سنتے تو ایک آہ سرد بھر کر اپنی بات کہنے لگتے، اکثر بے چین ہو ہو کر ارشاد فرماتے: ''ہائے اللہ میں کیا کروں۔''

اور کبھی فرماتے: ''کاش دنیا کا کوئی حصہ ایسا مل جاتا جہاں اسلام اپنے صحیح خط و خال کے ساتھ نظر آتا۔''

بات کرتے کرتے آستین چڑھا لیتے، تھوڑی دیر بعد آہ بھرتے جو درد و اثر میں ڈوبی ہوئی ہوتی، اضطراب و بے کلی نے ایک سیمابی کیفیت پیدا کر دی تھی، جنہوں نے قریب سے نہیں دیکھا ان کو سمجھنا مشکل ہے، مولانا اس دور میں اللہ کی ایک زبردست نشانی تھے، انہیں دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ

www.abulhasanalinadwi.org

علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے درد وفکر کو سمجھنا آسان ہو جاتا تھا، موسم گرم ہو یا سرد مولانا سفر میں تشریف لیجاتے، اجتماعات سے خطاب کرتے، شہر شہر، قریہ قریہ تقریریں کرتے اور اضطراب و بے کلی میں ڈوب جاتے، آواز بیٹھ جاتی، زبان جواب دے جاتی، لوگ مولانا کی اس محنت، اس اضطراب و بے کلی کو دیکھ کر ترس کھانے لگتے اور چاہتے کہ مولانا خاموش ہو جائیں تو اچھا ہو، مگر مولانا پر ایک جذب کی کیفیت طاری ہوتی، جوش و ولولہ پورے شباب پر ہوتا، گھنٹوں تقریر کرتے، طویل دعا کرتے، پھر مجلسی گفتگو شروع ہو جاتی، اور اسی جوش وجذبہ اضطراب و بے چینی سے بولتے رہتے۔

ایمان ویقین

مولانا کی سب سے ممتاز اور سب سے بڑی صفت ایمان ویقین اور اللہ کے وعدوں پر اعتماد کی تھی، اس اعتماد اور یقین وایمان باللہ نے درحقیقت اس دینی دعوت میں جان ڈالی، مولانا نہ تو کوئی بات بغیر اس کے کہتے تھے نہ کوئی قدم اس کے بغیر اٹھاتے تھے، جب بھی گفتگو فرماتے تو پورے عزم ویقین اور اعتماد علی اللہ پر فرماتے، سننے والا چاہے جتنے ہی تذبذب اور تشکیک کا شکار ہو، تھوڑی دیر کیلئے اپنے اندر ایمان کی چنگاری محسوس کرنے لگتا، جو لوگ توجہ اور طلب سے بات کو سنتے وہ اپنے اندر ایمان ویقین کی بجلی دوڑتی ہوئی محسوس کرتے، مولانا اس طرح جنت اور دوزخ کا ذکر فرماتے، آخرت کے عیش وراحت اور عذاب وتکلیف کو اس طرح بیان

www.abulhasanalinadwi.org

کرتے کہ جیسے سارے مناظر ان کی آنکھوں کے سامنے ہوں، ''کأنه رأی عیـــن'' دلائل اور مثالوں سے ان کی حقیقت بیان کرتے کہ سننے والوں کی نگاہوں میں دنیا وہم وطلسم کے سوا کچھ نظر نہ آتی، یہی وہ یقین کی طاقت تھی جس نے بیشمار لوگوں کے دلوں کی دنیا بدل دی اور لاکھوں دل ایمان کے جذبہ سے معمور اور قربانی وایثار کی لذت سے مخمور ہو گئے۔

اور یہ صرف مولانا کی خطابت تک محدود نہ تھا بلکہ خود مولانا کی زندگی بھی اسی یقین وایمان کا پیکر تھی، مولانا نے اپنے والد ماجد کی زندگی کے بعد ہی اس یقین وایمان کا مظاہرہ کیا۔

حقیقت میں مولانا کا یقین ہی تھا جو دوسروں کو ہر قربانی پر آمادہ کر دیتا تھا ورنہ اس دنیا میں ہزاروں خطیب اور شعلہ بیان مقرر ہیں جو روتوں کو ہنسا دیتے ہیں اور ہنستے ہوؤں کو رلا دیتے ہیں، لیکن کوئی عملی اقدام نہیں کر سکتے اور ہزاروں میں ایک کو بھی عمل پر نہیں ڈال سکتے۔

آگ اس کی پھوک دیتی ہے برناؤ پیر کو
لاکھوں میں اگر ایک بھی ہو صاحب یقیں

شان توکل وبے نیازی

مولانا محمد یوسف صاحبؒ شان بے نیازی میں اپنے مشائخ اور اکابر سلف کے سچے نمونے تھے، انھوں نے اپنی دینی تحریک، اپنے مدرسہ اور اپنے ادارہ کے لئے کسی رقم کا قبول کرنا یا کسی کی مدد گوارہ نہیں کی۔

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کے زمانے سے مرکز میں بڑا لنگر جاری تھا اور ایک ایک وقت میں پچاسوں آدمی کھانا کھاتے تھے، مولانا کے انتقال کے بعد حالات بدل گئے اور کچھ عرصہ تک وہ بات نہ رہی جو پہلے تھی، لیکن وہ لنگر جو جاری تھا وہ جاری رہا، اور جماعتوں کی آمد و رفت بڑھتی گئی، مولانا محمد یوسف صاحبؒ اسی فراخ دلی اور فراخ دستی سے مہمانوں اور مسافروں کا اکرام فرماتے رہے اور خرچ میں ذرہ بھر کمی نہ کی، حضرت شیخ الحدیث نے اس فراخ دلی اور فراخ دستی کو دیکھتے ہوئے فرمایا:

''مولوی یوسف! چچا جان (مولانا محمد الیاس صاحبؒ) کے زمانہ میں اور بات تھی، تم اپنی بساط کے موافق حالات کا لحاظ رکھتے ہوئے کام کرو۔''

اس کے جواب میں مولانا محمد یوسف صاحب نے فرمایا:

''بھائی جی لینے والا بدلا ہے، دینے والا نہیں بدلا۔''

حضرت رائے پوری مولانا محمد یوسف صاحب کے کمال استغنا اور شان بے نیازی کو دیکھ کر فرماتے تھے:

''مولوی محمد یوسف صاحب کے دل کا یہ حال ہے کہ اگر مہمان نہ ہوں تو ان کے گھر میں ایک تنکا بھی نہ ہو۔''(۱)

حکیم مشتاق احمد صاحب کٹھوروی اپنا واقعہ سناتے ہیں کہ :

''میں نے مولانا کی خدمت میں ایک رقم پیش کی، شیخ محبّ اللہ

(۱) روایت مولانا اظہار الحسن صاحب کاندھلوی۔

www.abulhasanalinadwi.org

ترکی اس وقت رخصت ہورہے تھے، مولانا نے اس رقم کو لے کر اور اس پر بغیر نگاہ ڈالے شیخ محبّ اللہ ترکی کو دے دی اور مجھ سے فرمایا۔

''بھائی حکیم صاحب یہ شیخ محبّ اللہ صاحب میرے لیے مثنوی مولانا روم لائے تھے، بہت ہی اچھی اور خوبصورت تھی۔''

مولانا کے ابتدائی دور ہی کا واقعہ ہے کہ مرکز حضرت نظام الدین کے آنے جانے والوں اور مدرسے کے لیے جو لنگر جاری تھا اور اب بھی جاری ہے، اس کے سلسلے میں قرض کی رقم بہت دنوں تک ادا نہ ہوسکی جس دکان سے سامان آتا تھا اس کے مالک نے تقاضہ کیا، اس قرض کی ادائیگی نیز مستقل انتظام کے لیے دہلی کے چند باتوفیق اور مولانا سے تعلق رکھنے والے دوستوں نے مولانا کے علم میں لائے بغیر پچیس ہزار کی رقم اپنے پاس سے جمع کردی اور آپس میں یہ طے کرلیا کہ مولانا کے علم میں یہ بات بالکل نہ لائی جائے اور یہ رقم مرکز کے انتظام میں خرچ کی جائے۔

کسی نہ کسی طرح مولانا کو اس کا علم ہوگیا، انہوں نے ان حضرات کو بلا کر پوچھا اور تحقیق حال کے بعد ایک تقریر فرمائی اور ارشاد فرمایا:

''آپ لوگوں نے جو کچھ کیا نیک نیتی سے کیا لیکن میرے ساتھ یہ ایک طرح کا ظلم ہے جب اس طرح کے انتظام آپ لوگ کریں گے تو پھر ہم اللہ کی مدد کے قابل نہیں رہیں گے،

www.abulhasanalinadwi.org

اللہ کی مدد کے قابل ہم اسی وقت تک رہیں گے جب تک دنیا
میں ہمارا کوئی سہارا نہ ہو اور ہماری نظر بس اللہ کے خزانے
اور اس کی مدد پر ہو اور ہم مضطر ہوں۔''

اس کے بعد مولانا نے حکم دیا کہ ہر ایک اپنی اپنی رقم لے لے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ (۱)

درحقیقت مولانا محمد یوسف صاحبؒ شان بے نیازی اور کمال احتیاط میں امتیازی درجہ رکھتے تھے۔

مولانا کی اہم تصنیف ''حیاۃ الصحابہ'' جب مکمل ہوئی تو اس کی طباعت کے بارے میں طے ہوا کہ ''دائرۃ المعارف'' حیدرآباد میں طبع کرائی جائے، تو حیدرآباد کے مخلص دوستوں نے طباعت کے اہتمام و انصرام کی ذمہ داری لے لی اور بالا بالا اپنے طور پر یہ بھی کوشش کی کہ اس کے مصارف کا انتظام بھی خود ہی کرلیں گے، اس مقصد کے لئے انہوں نے بمبئی وغیرہ کے ان مخلص حضرات سے، جن کا مولانا سے ذاتی اور کام سے تعلق تھا بات بھی کرلی اور اس رقم کا بڑا حصہ (غالباً آٹھ دس ہزار کے قریب) فراہم بھی کرلیا، لیکن مولانا کو اس کی اطلاع کسی نہ کسی طرح ہوگئی تو آپ نے وہ ساری رقم واپس کرادی اور کاغذ وطباعت وغیرہ کے لئے جتنی رقم درکار تھی وہ خود ہی بھیجی۔ (۲)

---

(۱) روایت مولانا محمد منظور نعمانی صاحب۔

(۲) روایت مولانا محمد منظور نعمانی۔

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے انتقال کے تقریباً چار پانچ ماہ بعد ایک بڑے تاجر جو حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کے بڑے عقیدت مند تھے، تشریف لائے اور مولانا کی خدمت میں ایک بڑی رقم پیش کی، مولانا نے لینے سے انکار کر دیا، انہوں نے کہا، آپ بخوبی جانتے ہیں کہ آپ کے والد ماجد سے میرا کیا تعلق تھا وہ مجھ سے کتنی محبت فرماتے تھے۔

لیکن مولانا نے فرمایا: ''مجھ کو یہ رقم نہیں چاہیئے، مجھے آپ مطلوب ہیں، آپ وقت دیجئے اور اس کام میں شریک ہوئیے۔ (۱)

خود اعتمادی

مولانا میں خود اعتمادی بہت زیادہ تھی وہ کسی بڑے سے بڑی طاقت سے نہ گھبراتے نہ کسی بڑی سے بڑی شخصیت سے مرعوب ہوتے، وہ جب اپنی بات کہتے تھے تو بڑے اعتماد و یقین سے کہتے، معلوم ہوتا کہ دنیا کی کسی طاقت سے ان کو خوف ہے نہ کسی بڑی سے بڑی طاقت یا دولت عزت وجاہ کا خیال، ساری دنیا ایک حقیر چیز معلوم ہوتی اور سارے انسان بونوں کی طرح معلوم ہوتے، کوئی بھی اس عظیم نگاہ میں نہ جچتا، اقبال کی زبان ان الفاظ میں جس مومن کی تعریف کرتی ہے وہ مولانا کے لیے پوری اترتی ہے۔

جچتے نہیں کنجشک وحمام اس کی نظر میں
جبریل وسرافیل کا صیاد ہے مومن

(۱) اس گفتگو کے وقت راقم سطور خود موجود تھا۔

www.abulhasanalinadwi.org

لاہور میں جب مولانا تشریف لے گئے تو حکومت کے اہم اہم اور مرکزی عہدیدار نے جن کا تعلق مولانا سے تھا، بڑے اور سربرآوردہ عہدے داروں کا ایک جلسہ کرایا تاکہ مولانا ان تک اپنی بات پہنچا سکیں، اس جلسے میں عہدے داروں اور بڑے لوگوں کی ایک اچھی خاصی تعداد آ گئی، سب سے پہلے صاحب خانہ نے ان عہدے داروں کا تعارف کرایا اور اس طرح کرایا۔ یہ صاحب فلاں محکمہ کے انچارج ہیں، یہ صاحب وزیر ہیں، یہ انجینئر ہیں، یہ ڈاکٹر ہیں، دیر تک اشخاص کا عہدوں اور ڈگریوں کے ساتھ تعارف ہوتا رہا، مولانا اس پوری مدت میں پیچ وتاب کھاتے رہے، بعد میں کھڑے ہوئے اور فرمایا:

''ابھی ابھی جن لوگوں کا جن الفاظ اور جس طرز سے تعارف ہوا وہ میرے لئے غیر مانوس تھا، اور چند جانوروں کے نام لے کر فرمایا'' اگر ان الفاظ میں تعارف ہوتا تو میں بخوبی سمجھ لیتا کہ کون کون صاحب کیا ہیں؟''

پھر اس طرز تعارف پر سخت تنقید فرمایا اور ارشاد فرمایا:

''اسلام کے مبارک دور میں جب کسی کا تعارف ہوتا تو اس طرح ہوتا کہ فلاں نے اسلام کی یہ خدمت کی، فلاں نے اسلام کی راہ میں اس طرح جان دے دی، فلاں نے خدا کے لیے یہ کیا فلاں نے اسلام کو اس طرح پھیلایا۔''

www.abulhasanalinadwi.org

غرض کہ تقریر کا اکثر حصہ اسی پر مشتمل تھا، صاحبِ خانہ سر جھکائے سب کچھ سنتے رہے اور ڈرتے رہے کہ مولانا کہ صاف گوئی سے اہل دنیا پر نہ معلوم کیا اثر پڑے گا اور شاید سارا کھیل بگڑ جائے اور بجائے نفع کے نقصان پہونچے، مگر مولانا کی یہ خود اعتمادی اور اللہ کے لیے صاف گوئی رنگ لائی، اور شرکائے جلسہ پر اس کا بہت اثر پڑا اور سب لوگ مولانا سے بہت متاثر ہوئے اور مولانا کے یقین واعتماد کے اسیر ہو کر رہ گئے۔

ہمہ گیر دعوت

مولانا دین کو کسی قلعہ میں محصور نہیں سمجھتے تھے، نہ دینی دعوت کو کسی خاص مقام یا کسی خاص طبقے میں منحصر جانتے تھے، انہوں نے شروع ہی سے ہمہ گیر دعوت دینی شروع کر دی، وہ بڑے زور وقوت سے اور اعتماد و یقین سے دعوت دیتے، ان کے سامنے کوئی خاص ملک نہ تھا نہ کوئی خاص شعبہ تھا۔

میرا پیغام محبت ہے جہاں تک پہونچے

مولانا سارے عالم کو دعوت کا میدان سمجھتے اور ہر ہر خطہ میں داعیوں کو جانے اور دعوت کا کام کرنے پر پوری طرح آمادہ کرتے۔

رہے گا راوی ونیل وفرات میں کب تک
ترا سفینہ کہ ہے بحر بیکراں کے لئے

وہ دنیا کے ہر خطہ کو مسلمان کی میراث سمجھتے تھے اور خطہ سے فائدہ

www.abulhasanalinadwi.org

اٹھانے اور فائدہ پہونچانے کے داعی تھے ۔

جہاں تمام ہے میراث مردِ مومن کی

حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے انتقال سے تقریباً پانچ ماہ بعد مرادآباد کا ایک بڑا اجتماع ہوا جس کا تفصیلی ذکر آچکا ہے، اس اجتماع میں قریب کے مقامات کی تشکیل ہوئی لوگ چونکہ اس کام سے گہرا تعلق نہ رکھتے تھے اور عام لوگ اس سے ناآشنا تھے اس لئے قریب کے مقامات کے بھی نام نہ آئے کچھ دیر مولانا نے صبر سے کام لیا اور پھر جوش آگیا، اٹھے اور میکروفون کو تھام کر فرمانا شروع کیا :

''آج تم بجنور، چاندپور اور رام پور جیسے قریبی مقامات کے لئے اور صرف تین تین دن کا وقت دینے کے لئے تیار نہیں ہو رہے ہو، ایک دن وہ آئے گا جب تم شام جاؤ گے، مصر جاؤ گے، عراق جاؤ گے، لیکن اس وقت اس کام کا عام رواج ہو چکا ہوگا اس لئے اجر گھٹ جائے گا۔''

یہ زمانہ مولانا کی قیادت وامارت کا ابتدائی زمانہ تھا، لوگ مولانا کے اس عزم وہمت سے دعوت دینے اور مولانا کی اس قلندرانہ صفت سے واقف نہ تھے، یہ طرز حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کا تھا ان کا مقام ودرجہ اکابر ومشائخ اور خواص وعوام کی نگاہ میں بہت بلند وبالا تھا، اس صورت حال کے پیش نظر بعض قریبی تعلق والوں نے مولانا کی اس بیرونی

www.abulhasanalinadwi.org

دعوت کو سن کر ان سے عرض کیا کہ آپ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی طرح اتنی اونچی بات کہہ دیتے ہیں، مولانا نے فرمایا :

''مجھ میں اور حضرت جی میں یہ فرق ہے کہ حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہو کر لوگوں کو چوٹی پر بلاتے تھے اور میں پہاڑ کے دامن میں کھڑا ہو کر لوگوں کو چوٹی پر چڑھنے کی دعوت دیتا ہوں۔''

مولانا کی اس ہمہ گیر دعوت کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان و پاکستان کی جماعتیں نہ صرف اپنے اپنے ملکوں میں بلکہ افریقہ و یورپ اور ایشیا کے مختلف ممالک میں بار بار جانے لگیں اور ان ممالک کی جماعتوں نے مرکز (بستی نظام الدین) آنا شروع کیا اور اس طرح ان کی آمد و رفت رہی کہ ساری دنیا گھر آنگن کی طرح ہوگئی کہ حدود و فاصلوں کا فرق مٹ گیا، وہ میواتی جن کا میوات سے نکلنا دشوار تھا، اور جب کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے ایک بار میواتیوں کو یوپی میں پھرنے کی دعوت دی تو ان میواتیوں نے سخت حیرت و تعجب کا اظہار کیا تھا اور سفر کو اپنے لئے دشوار ترین کام سمجھا تھا، لیکن اب وہی میواتی جماعتوں کو لے کر پورے اعتماد و یقین کے ساتھ امریکہ، جاپان، برطانیہ وغیرہ ممالک میں پھرتے رہتے ہیں۔

جوش تقریر اور ذوق دعا

مولانا کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے گوناگوں اوصاف و خصوصیات

www.abulhasanalinadwi.org

کے ساتھ جوش تقریر اور زور خطاب اور ذوقِ دعا بھی خوب ہی عطا فرمایا تھا، مولانا اجتماعات میں گھنٹوں بے تکان بولتے تھے اور تقریر ختم کرنے کے بعد بھی سیر نہ ہوتے تھے، تقریر میں ایک وصف یہ تھا کہ مضامین کی ایسی آمد ہوتی تھی کہ علماء تک حیرت زدہ ہوجاتے تھے اور ایسے ایسے نکات بیان فرماتے کہ برسوں کتابوں کا درس دینے والے مستفید ہوتے۔

مولانا محمد منظور نعمانی لکھتے ہیں :

''اس عاجز نے پڑھنے کے زمانے میں خدا کے فضل سے محنت سے پڑھا اور پڑھانے کے زمانے میں بھی محنت سے پڑھایا، ذہن وحافظہ کی نعمت سے بھی اللہ تعالیٰ نے محروم نہیں رکھا تھا، لکھنا پڑھنا اور مطالعہ ہی اصل مشغلہ رہا اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اپنے استاد حضرت مولانا سید محمد انور شاہ کشمیریؒ کے بعد کبھی کسی کے علم سے مرعوب ومتاثر نہ ہوسکا لیکن حضرت محمد الیاس صاحبؒ کی خدمت میں جب حاضری نصیب ہوئی تو محسوس ہوا کہ ان کو اللہ کی طرف سے ایک علم عطا ہوا ہے (جو مدرسہ اور کتب خانہ کا علم نہیں ہے، اس لئے حسب توفیق ان کے بہت سے ارشادات اپنے لیے قلمبند بھی کئے، بعد میں ان کا ایک حصہ کتابی شکل میں بھی مرتب کیا (جو شائع ہو چکا ہے)[1]

مولانا محمد یوسف صاحب کی تقریروں میں بھی صاف محسوس

(۱) اس کتاب کا نام ملفوظات مولانا محمد الیاس صاحب ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ہوتا تھا کہ وہی علم ان کو بھی عطا ہوا ہے اور قوت بیان مزید برآں ہے اس لئے ان کی تقریر بھی لکھنے کو جی چاہتا تھا، مگر دیکھتا تھا کہ اللہ کی توفیق سے بہت سے حضرات ان کی تقریریں لفظ بہ لفظ قلمبند کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، اس لئے ایسا کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی، پھر بھی اپنے لئے ان کے خاص خاص معارف اشاروں میں نوٹ کیا کرتا تھا، اس عاجز کو پوری بصیرت کے ساتھ یہ یقین ہے کہ یہی وہ علم ہے جس کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے ﴿وَمَن يُؤْتَى الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا﴾۔"

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کہتے ہیں:

"مجھے یاد ہے کہ بھوپال کے ایک اجتماع میں مولانا نے مغرب کے بعد پوری قوت اور اپنی تقریر کے عام پیمانے کے مطابق بسیط تقریر کی، تقریر کے بعد تشکیل ہوئی پھر دعا ہوئی، مجھے اطمینان تھا کہ اب تقریر کے بعد آرام فرمائیں گے، پھر خدا جانے کی نکاح کی تقریب سے یا کسی اور تقریب سے پھر کچھ بولنا شروع کیا، طبیعت مطمئن تھی کہ چند منٹ میں اس کا سلسلہ ختم ہو جائے گا لیکن تھوڑی دیر کے بعد محسوس ہوا کہ مولانا میں نئی تازگی اور جوش آ گیا، پھر اس طرح تقریر فرمائی کہ معلوم ہوتا

www.abulhasanalinadwi.org

تھا کہ دن بھر خاموش رہے ہیں اور طبیعت جوش پر ہے۔''

مولانا کی تقریروں میں جو فیضان الٰہی ہوتا تھا اور جو آمد ہوتی تھی اس کے متعلق خود مولانا فرماتے تھے۔[1]

''جو میں بیان کرتا ہوں اس کے مضامین اکثر رات کو خواب میں آتے ہیں۔''

مولانا کے اس بیان کے بعد خدام عام طور پر جگانے میں احتیاط کرتے تھے، بلکہ اتنا تھا کہ صبح کی نماز کے بعد بیان کرتے کرتے سو جاتے اور تقریر رک جاتی، فرماتے کہ ''میں درمیان میں نیند بھی لے لیتا ہوں۔''[2]

مولانا کی تقریر ابتدائی دور میں مختصر ہوتی تھی مگر روز بروز طویل اور پر جوش ہوتی گئی، جتنا جتنا زمانہ گزرتا جاتا یہ جوش بڑھتا جاتا تھا، معلوم ہوتا کہ سینے میں ایک لاوہ ہے جو ابل ابل کر باہر نکل رہا ہے، ایک آتش فشاں پہاڑ ہے جو پھوٹ رہا ہے۔

مولانا ہر خطاب کے بعد دعا فرمایا کرتے تھے، دعا بھی کیسی؟ اتنی طاقت ور اور مؤثر کہ جس کی مثال ملنی مشکل ہے، سب سے پہلے خدا کی صفات بیان فرماتے، اس کے بعد قرآن وحدیث کی دعائیں پڑھ کر اپنے ضعف وناتوانی کا اظہار فرماتے اور اسلام اور مسلمانوں کی عافیت اور ان پر رحمت وشفقت کی درخواست فرماتے اور فساد کے مٹنے اور مفسدین کی ہدایت یا ہلاکت کی التجا کرتے اور ایک ایک کا نام لے لے کر خدا کے حضور

(۱-۲) روایت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں عرض کرتے، ایسا معلوم ہوتا کہ خدا کا ایک برگزیدہ بندہ پورے دل کی گہرائی اور یقین واعتماد کے ساتھ دعا کر رہا ہے، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کہتے ہیں :

''ماضی قریب میں حضرت سید احمد شہیدؒ اور ان کے ایک جانشین مولانا سید نصیر الدینؒ کے متعلق بیان کرنے والوں نے بیان کیا کہ ان بزرگوں کی دعا کے وقت رحمت الٰہی جوش میں نظر آتی، لوگوں پر ایک وارفتگی اور بے خودی کی کیفیت چھا جاتی، اور بعضوں پر اتنی رقت طاری ہوجاتی کہ وہ دیوانہ وار جنگل کو نکل جاتے، یہی حال مولانا محمد یوسف صاحب کی دعا کی کیفیت اس کے مضامین، آمد وجوش، رقت انگیزی اور تاثر کا تھا، جب مولانا دعا کرتے تو حاضرین کا عجب حال ہوتا، خاص طور پر جب اردو میں دعا کے الفاظ ادا فرماتے تو آنسوؤں کا سیلاب امنڈ آتا، دور دور سے رونے والوں کی ہچکیاں سننے میں آتیں۔''

مجلسی گفتگو

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولانا کو جس طرح عمومی خطاب کا ملکہ عطا فرمایا تھا اور جس طرح وہ خطاب عام میں مثالوں اور واقعات سے اپنی بات سمجھا لیتے تھے اور ہر سننے والا اثر لے کر اٹھتا اور دل پر ایک چوٹ سی لگتی

www.abulhasanalinadwi.org

اسی طرح مجلسی گفتگو بھی موثر ہوتی اور سننے والے ہمہ تن گوش ہوکر مولانا کی بات سنتے۔

مولانا کی مجلسی گفتگو میں ہر طرح کے مسائل آتے اور سننے والے کو حیرت وتعجب ہوتا کہ ایک ایسا مشغول انسان جس کو دینی ودعوت کا اتنا انہماک ہو کہ پل بھر بھی سر اٹھانے کو فرصت نہ ہو اور جس کے چوبیس گھنٹے اسی دعوت کی فکر میں گزرتے ہوں وہ کس طرح قدم وجدید مسائل اور تاریخ وسیاست کا علم رکھتا ہے، لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولانا کو دینی بصیرت کے ساتھ ساتھ مسائل حاضرہ سے گہری واقفیت اور تنقید وتبصرہ کا کمال عطا فرمایا تھا، جن حضرات کو مولانا کی خدمت میں بیٹھنے اور علمی مذاکرہ میں شرکت اور گفتگو کا موقع ملا ہے، وہ اس بات کی حرف بحرف تائید کریں گے، اکتوبر ۱۹۶۴ء میں لکھنؤ سے پرانے کارکنوں کی ایک بڑی جماعت لکھنؤ میں اجتماع کی تاریخ طے کرنے کے لئے مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئی تھی جس میں یہ راقم سطور بھی تھا، مرکز میں تین روز قیام رہا اور صبح کی تقریر کے بعد چائے کے وقت مولانا کے حجرہ میں ان کی مجلس میں شرکت ہوئی اور دیر تک دینی دعوت کے سلسلے میں مولاناؒ کے ارشادات سننے کا شرف حاصل ہوتا تھا، ایک دن یونیورسٹی کے کچھ اساتذہ وطلبا اور کچھ سیاسی قسم کے لوگ بھی آگئے اور مولانا سے کچھ سوالات کئے جن کا تعلق موجودہ سیاست اور مسلمان اور عرب ممالک کے حالات سے تھا، مولانا عادت کے موافق پہلے

www.abulhasanalinadwi.org

سے دینی گفتگو فرمارہے تھے، جوش آ گیا اور صدیوں پہلے سے، جو مختلف تحریکات عرب اور اسلامی ممالک میں ابھریں اور دینی جماعتوں کے ساتھ جو سلوک ہوا اور سیاسی وقومی قائدین نے ان مخلصین کے ساتھ جو جو سلوک کیا ان سب پر تفصیلی بحث فرمائی اور مسئلے کو بالکل پانی کر کے رکھ دیا، وہ لوگ جو سیاسی ذہن کے تھے اور جنھوں نے یہ بحث چھیڑی تھی وہ سر بہ گریباں تھے اور اس طرح مبہوت ہو کر سن رہے تھے کہ گویا انھیں کوئی اشکال نہیں، اس واقعہ کے بعد یقین ہوا کہ مولانا کا مطالعہ صرف دینی نہیں بلکہ وہ علوم حاضرہ اور تاریخ وسیاست پر بھی نظر رکھتے ہیں، افسوس ہے کہ مولانا کی اس قیمتی گفتگو کے لکھنے کا بروقت کسی کو خیال نہ آیا اور یہ لکھنے سے رہ گئی، مولانا پر دینی دعوت کا اس قدر غلبہ تھا کہ وہ تقریر ہو یا مجلسی گفتگو سب پر حاوی تھی اور اس کی خاطر اپنے آرام وراحت کو بالکل بھلا چکے تھے اور چہرے سے تکان یا اضمحلال کا اثر تک ظاہر نہیں ہوتا تھا۔

جہدِ مسلسل اور صبر وعزیمت

مولانا محمد یوسف صاحب دین ہی کے لیے مسلسل محنت وجد وجہد کرتے تھے، ان کے نظامِ زندگی پر اگر نظر کی جائے تو معلوم ہوگا شاید ہی کوئی ایسا وقت ملتا ہو جس میں وہ آرام کرتے ہوں اور پھر اس راہ میں جو تکلیفیں اور مشقتیں جھیلتے تھے وہ اس پر مستزاد ہیں، اس راہ میں ان کے لئے کوئی چیز مانع نہ تھی، بارش ہو یا آندھی ہو، فقر وفاقہ ہو، بیماری آزاری یا

www.abulhasanalinadwi.org

اور کوئی رکاوٹ، وہ چٹان کی طرح اپنے مقام پر زندگی بھر جمے رہے اور بڑے سے بڑے حادثہ اور تکلیف کا ڈٹ کر مقابلہ کیا، اس سلسلے کے صرف چند واقعے لکھے جاتے ہیں جن سے اندازہ ہوگا کہ مولانا نے کس صبر وعزیمت سے کام لیا اور دینی دعوت کے لئے کیا قربانیاں دیں۔

سب سے پہلے وہ موقع آیا جب کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کا انتقال ہوا، یہ وقت بڑی آزمائش کا تھا، بڑے بڑے تعلق والے بھی اپنی جگہ قائم نہ رہ سکے تھے، جن کا حضرت مولانا محمد الیاس صاحب سے ذاتی تعلق تھا وہ تقریباً کام سے ہٹ گئے، جو کام سے متعلق تھے وہ اپنے کو اندھیرے میں پاتے، مولانا محمد یوسف صاحبؒ کا اگرچہ یہ حادثہ ان کا ذاتی حادثہ تھا اور گھر کا حادثہ تھا، شفیق والد کا سایہ سر سے اٹھ گیا تھا اور صرف سایہ نہ اٹھا تھا، ایک عظیم کام کا بارِ امانت سر پر پڑا تھا لیکن مولانا نے ثبات قدمی سے کام لیا اور ان منتشر حضرات کو پھر جمع کیا اور "اینقص الدین وانا حی" کی صدا بلند کر کے کام کی قیادت سنبھالی اور اپنی جان ومال سب کچھ نچھاور کر دیا، اکابر نے سرپرستی کی اور ہمت افزائی کر کے مولانا کے دل کو مضبوط کیا۔

دوسرا موقع تقسیم ہند کا ہے[1] وہ دور بھی کتنا سخت اور آزمائش کا تھا، بڑے بڑے سورما اور مضبوط آدمی کے قدم اکھڑ چکے تھے، لیکن مولانا نے ہجرت سے صاف انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ جس مقام پر اس وقت ہیں، اگرچہ وہ زد پر ہے اور خشمگیں نگاہیں اس پر پڑ رہی ہیں لیکن اس کو ہم نہ

(۱) اس کی تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ از راقم سطور۔

www.abulhasanalinadwi.org

چھوڑیں گے اور پھر آپ وہیں رہ پڑے اور بڑے سے بڑے حادثہ کا مقابلہ کیا اور کام کیا۔

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کہتے ہیں:

''فجر کی نماز کے بعد سال کے بارہ مہینے اور مہینے کے تیس دن تقریر فرماتے، یہ تقریر ڈھائی تین گھنٹے سے کم کی نہ ہوتی، اس میں موسم کی سختی، دھوپ کی گرمی، صحت کی خرابی، مجمع کی کمی یا زیادتی قطعاً اثر انداز نہ ہوتی، یہ مجاہدہ رمضان مبارک میں بہت بڑھ جاتا، جب کہ فجر کے بعد لوگوں کے سونے کا عام معمول ہے، رمضان میں ان کی رات کا بڑا حصہ شب بیداری اور دعوت کے کام میں صرف ہوتا اس کے باوجود وہ فجر کی نماز کے بعد پوری قوت تازگی اور نشاط کے ساتھ تقریر فرماتے اور اسی قوت سے آخر میں دعوت دیتے۔''

سفر میں بھی مولانا کا نظام بڑا مشغول ہوتا، سفر کی مشقتیں، رکاوٹیں اور موانع مولانا کے کام میں رکاوٹ نہ ڈال پاتیں، بعض دفعہ بس یا ریل میں مولانا کو کھڑے کھڑے سفر کرنا پڑا ہے لیکن اپنے معمولات میں کمی نہ آنے دی، باوجود بعض جسمانی بیماریوں اور نقاہت اور ضعف کے، سفر کی ہر چھوٹی بڑی تکلیف کو دینی دعوت کے شوق اور اس کے عشق و محبت کی وجہ سے خندہ پیشانی اور خندہ روئی سے جھیلا۔

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا جب اپنے مستقر پر پہونچتے تو آرام وراحت کا سوال نہ ہوتا، اگر تقریر کا وقت ہوتا تو فوراً تقریر شروع کردیتے، پیدل چلنا یا سفر کا تکان حارج نہ ہوتا اور پھر تقریر بھی آدھ گھنٹہ پون گھنٹہ کی نہ ہوتی، تین تین گھنٹے چار چار گھنٹے کی ہوتی، پھر تقریر کے بعد گفتگو اور تشکیل کا کام فرماتے، شب وروز اسی طرح میں گزرتے، اگر یہ کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا کہ سفر میں حضر کی نسبت اور زیادہ انہماک اور جہد مسلسل بڑھ جاتا۔

عام نظام الاوقات

مولانا محمد یوسف صاحب جب بستی نظام الدین میں رہتے تو شب وروز کا نظام اس طرح رہتا، صبح کی نماز اکثر خود پڑھاتے عموماً نماز خوسف اسفار میں ہوتی، دعا کے بعد تقریر فرماتے جو تقریباً تین ساڑھے تین گھنٹے جاری رہتی، تقریر کے بعد جماعتوں کی تشکیل ہوتی، اس کے بعد مولانا اپنے حجرے میں آنے والے مہمانوں کو ناشتہ کراتے اور یہاں بھی مولانا کی گفتگو جاری رہتی اور موضوع اور مرکزی نقطہ اس گفتگو کا بھی دین کے لئے محنت وقربانی ہوتی، کبھی جماعتوں کی سرگزشت سنتے، اور مختلف علاقوں سے آنے والے مہمانوں سے کام کے متعلق دریافتِ حال فرماتے، اکثر اسی مجلس میں اجتماعات کی تاریخیں بھی طے ہوتی تھیں، پھر مہمان رخصت ہوتے تو ان کو ہدایات دیتے، چائے کے بعد اپنے حجرہ کے اوپری حصہ میں جہاں مولانا کا ذاتی کتب خانہ ہے، تشریف لے جاتے اور

www.abulhasanalinadwi.org

تصنیف وتالیف میں منہمک ہوجاتے۔

اس کے بعد ۱۱ بجے کے قریب جماعتوں کی روانگی کے وقت رخصتی تقریر فرماتے جس میں اصول، طریقۂ کار اور نظام الاوقات پر تفصیل سے روشنی ڈالتے آخر میں دعا فرماتے اور تبلیغی سفر میں جانے والے افراد ایک ایک کرکے مصافحہ کرکے دعا لیتے ہوئے رخصت ہوجاتے۔

تھوڑی دیر بعد مہمانوں کے ہمراہ کھانا تناول فرماتے اس کے بعد ظہر تک قیلولہ، نماز ظہر کے بعد مطالعہ اور درس حدیث جو عصر تک جاری رہتا، عصر کے بعد خطوط کے جوابات لکھاتے، لیکن یہ سلسلہ ابتدا میں تھا بعد میں ترک ہوگیا اور عصر سے پہلے ہوگیا تھا، اس کے علاوہ مہمانوں سے ملتے اور ان سے دعوتی گفتگو کرتے اور کبھی کبھی اس وقت بھی تقریر فرماتے، تقسیم ملک کے بعد سورۂ یٰسین کے ختم کا مغرب کے بعد اہتمام ہوگیا تھا اور آخر عمر تک جاری رہا، ختم پر دعا ہوتی، کبھی خود دعا کراتے، کبھی صرف شرکت فرماتے، کبھی کسی کی تقریر بھی ہوتی اس درمیان تصنیف وتالیف کا سلسلہ جاری رہتا، اس کے بعد مہمانوں کو کھانا کھلایا جاتا جن کی تعداد عموماً سیکڑوں ہوتی، اس کے بعد عشاء کی نماز ہوتی، عشاء کی نماز کے بعد عہد نبویؐ اور عہد صحابہؓ کے واقعات کا کتابی درس ہوتا پہلے تو یہ کام اکثر البدایہ والنہایہ سے لیا جاتا تھا، جب سے خود مولانا کی ترتیب دی ہوئی کتاب "حیاۃ الصحابہ" تیار ہوگئی تو وہی سامنے رہتی، آخر عمر تک خود مولانا ہی کتاب پڑھتے اور تشریح

www.abulhasanalinadwi.org

فرماتے، اگر کوئی عارض ہوتا تو دوسرا کوئی پڑھتا، لیکن حتی الامکان مولانا خود ہی اس کا اہتمام فرماتے اور خود ہی کتاب پڑھتے۔

تواضع اور خاکساری

مولانا کے اندر باوجود علم وفضل اور زہد وتقویٰ کے حد درجہ تواضع اور خاکساری تھی، اپنے بڑوں کے ساتھ بڑے سے بڑا معاملہ کرتے اور چھوٹوں کے ساتھ برابر والوں کا سا معاملہ کرتے، اہل علم کے علم کا اعتراف کرتے، ان کی قدر کرتے ان کو اپنے سر پر بٹھانے کی کوشش کرتے اور بڑی عزت واحترام کا معاملہ کرتے، خصوصاً ان لوگوں کے ساتھ جن کا تعلق حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ سے رہا ہو اور دینی تحریک سے دیرینہ ربط رہا ہو، اس کے ہر نئے آنے والے کے ساتھ، وہ جس درجہ کا آدمی ہوتا اس سے اونچا معاملہ فرماتے، مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کو ایک خط لکھتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں :

> ''مخدوم ومکرم ومعظم ومحترم جناب حضرت السید الاستاذ دام اللہ مجدکم ومتعنا والمسلمین بفیوضکم، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔
>
> حضرت عالی کا والا نامہ شرف صدور ہوکر باعث صد مسرت ومنت ہوا، حق تعالیٰ شانہٗ، آں محترم کو اپنے بے نہایت مرضیات سے مالا مال فرمائیں، اور ہم ضعفاء کے لئے آپ کے ان انوارات واوصاف وکیفیات سے جو بارگاہ رسالت

www.abulhasanalinadwi.org

سے آپ میں ودیعت ہیں اور حضرت سید صاحب شہیدؒ کے تعلق نے ان کو جلا دے کر پھر ہمارے جیسے خوبیوں کے گہرائیوں کے سمندروں کے موتیوں کے ادراک نہ کرنے والوں کے لئے قابل ادراک فرمایا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کے تعلق اور آپ کی ان کے ساتھ قابل رشک صحبتوں نے ان کو روز روشن کی طرح کھول دیا، اب بھی ہم جیسے کوران کا احسان نہ کریں تو جنابِ عالی کے لئے تو حقیقتاً کوئی نقصان نہیں، اللہ رب العزت نے آپ کو نعمتوں سے مالا مال فرمادیا، جن کا شکر یہ آپ پر واجب ہے، بہت شکر کریں، البتہ نقصان صرف ہمارا ہے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی قدر دانی کر کے فائدہ اٹھایا نہ ان ہستیوں سے جن کو وہ قدر کر کے بہت قابل قدر بنا گئے آپ نے تو ان کے زمانے میں بھی اور بعد میں کبھی حد سے زیادہ اس عاجز پر بارہا حد سے زائد احسانات فرمائے جس کا حق تعالیٰ شانہٗ، حد سے زیادہ آپ کو صلہ مرحمت فرمائیں، البتہ یہ ضعیف و ناکارہ بہت ہی قابل توجہ اور دعا ہے، خصوصاً ان لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کے ذیل میں (جن میں بہت اہم آپ کی ہستی ہے) جس کی اس کام کے اشتغال سے اس نے فروغ کی صورت اختیار کی اور

www.abulhasanalinadwi.org

حضرت مرحوم ان کو دل سے چاہتے تھے، آپ کا بہت ہی احسان ہوگا اگر آپ اپنے مخصوص اوقات میں میرے لئے رو کر اس بارے میں اللہ رب العزت سے گڑگڑا کر ملتجی ہوں کہ حق تعالیٰ شانہٗ میرے لئے حق شناسی و مردم شناسی کے دروازے کھول دیں اور ان اصولوں میں مجھے بصیرت و عمل کی توفیق بخشیں جس میں اہل ہنر و خیر سے اس کام میں پوری طرح منتفع ہوسکوں اور ان کے توجہات سے یہ کام سرسبز ہو اور میری گندگیوں کے نذر ہوکر یہ کام ضائع یافتہ نہ ہوجائے، آپ کا خط بار ہا لے کر بیٹھا، کچھ لکھنے کی ہمت نہ پڑی دوبارہ چھوڑ دیا آپ کے حقوق کی ادائیگی کے بارے میں کوتاہی حجاب بنی، آنے کے لئے درخواست بھی کس منھ سے زور، سوائے بولنے کے تو کچھ سیکھا نہیں، اور اس سے کچھ ہوتا نہیں، فتن نے اپنے پردوں کو چاک کردیا، مصائب کیڑوں کی طرح امنڈ پڑے، علاج پر اہل بصیرت و اہل فہم و رائے مطلع نہ ہوئے اور جو مطلع ہوئے تو ان کا اختلاط و اجتماع ٹوٹا، فاللہ خیر حافظاً وھوارحم الراحمین، حضرت عالی ہی اس میں مشعل راہ ہوسکتے ہیں، جناب عالی کی تشریف آوری کے خیال سے بھی بڑی مسرت ہوئی، اہل دل تو اپنا کام دل سے کرلیں ہم جیسے بے دل کیا

www.abulhasanalinadwi.org

کریں، محبت آپ کی اپنے دل میں نہ رکھیں تو پھر مرنے کے بعد کے سہارے کے لئے کیا چیز رہے، آپ کے دل میں اپنی محبت کو بہت ہی مبارک سمجھتا ہوں حق تعالیٰ شانہٗ جانبین کے لئے ترقیات کا دروازہ کھولیں۔'' (بندہ محمد یوسف)

مولانا کو کسی عالم سے باوجود اپنے علم وفضل کے استفادہ کرنے میں حجاب نہیں ہوا، انہوں نے اپنی مشہور کتاب ''حیاۃ الصحابہ'' لکھنی شروع کی تو اس میں بھی کبھی پس وپیش نہ کیا کہ کسی اہل علم کے سامنے اس کتاب کو پیش کریں اور اس میں اصلاح کے طالب ہوں، یہ وہی شخص کرسکتا ہے جس کے اندر فنائیت حد سے بڑھ کر ہو اور ''انا'' کا نام ونشان بھی نہ ہو۔

یہ تو ان لوگوں کے ساتھ معاملہ تھا جو اہل علم تھے یا جماعت سے تعلق رکھتے تھے، مولانا کا ذاتی معاملہ تو ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی کے ساتھ بھی تواضع وانکساری کا تھا، خواہ وہ اپنا ہو یا غیر، مولانا جب جماعتوں کو رخصت کرتے تو فرماتے کہ جماعت والو! اپنی خدمت، ساتھیوں کی خدمت، امیر کی خدمت، اور راستے میں جو مل جائے بلاتفریق مذہب اس کی خدمت کرو، اس پر اپنا ایک واقعہ سنایا:

''ایک مرتبہ بستی حضرت نظام الدین کی رہنے والی چھوٹی بچی بالٹی میں پانی ہانپتے کانپتے لئے جارہی تھی، میں نے دیکھا اور لپک کر اس کے ہاتھ سے بالٹی لے لی اور اس کے گھر

www.abulhasanalinadwi.org

تک پہنچا آیا، اس بالٹی کے اٹھانے کا لطف و مزا اب تک پا رہا ہوں۔''

خدمت خلق اور اکرام ضیف کا جذبہ مولانا کے اندر بے پایاں تھا، اس سلسلے میں وہ ادنی سے ادنیٰ خدمت کرتے ہچکچاتے نہ تھے، بعض خدمتیں ایسی ہوئی ہیں کہ عام سے عام آدمی بھی اس کو کرتے ہچکچاتا ہے اور اپنے مقام سے کم تر سمجھتا ہے لیکن مولانا کو کم سے کم درجے کا کام کرتے ہوئے بھی باک نہ ہوتا۔

مولانا اظہار الحسن صاحب کاندھلوی بیان کرتے ہیں :

''ایک بار بستی نظام الدین میں مہتروں نے ہڑتال کر دی، مہمان مرد تو جنگلوں میں جا کر فراغت حاصل کر لیتے لیکن عورتوں کا مسئلہ سخت بن گیا تھا یا ان مردوں کا جو بوڑھے یا بیمار تھے، اس سے گندگی پھیلنے لگی، مولانا نے کئی دن تک مہمانوں اور گھر والوں کی نجاست اٹھا کر جنگل میں لے جا کر پھینکی مگر کسی کو اس کی خبر نہ دی۔''

اتحاد و یک جہتی

مولانا میں ایک امتیازی صفت اور ہزار کمالوں کا ایک کمال یہ تھا کہ وہ مختلف مسلک رکھنے والوں کو جوڑے رکھتے تھے، مولانا کے نزدیک اختلاف نے امت کو تباہ کر دیا تھا اور علماء کو عوام کی نگاہ میں ذلیل کر دیا تھا،

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا کے نزدیک دینی دعوت کا کام امت کی بھلائی کی بنیاد تھا، اس لئے اس کی راہ میں جو چیز بھی حائل ہوتی وہ قابل مذمت تھی اس لئے مولانا نے کبھی کوئی فروعی مسئلہ نہیں چھیڑا جس سے آپس میں ٹکراؤ ہونے کا اندیشہ ہو، صرف فضائل پر اپنی تحریک کو چلایا، مسائل مفتیوں اور علماء پر چھوڑ دیئے اس کی وجہ سے تفرقہ اور تشتت کی فضا قائم نہ ہوسکی اور ہر طبقے کے لوگوں نے خواہ وہ کسی مسلک یا موقف کے ماننے والے ہوں، سیاسی ہوں یا خالص علمی اور دینی شخصیت کے مالک ہوں، مولانا سے ملاقات کی اور ان کی بات سنی، مولانا نے اس اتحاد و یک جہتی کو آخر عمر تک قائم وجاری رکھا اور کسی وقت بھی افتراق واختلاف پیدا ہونے نہ دیا۔

درحقیقت یہ مولانا کی سب سے بڑی صفت اور کمال تھا کہ انہوں نے سارے دانوں کو ایک تسبیح میں پرو دیا تھا۔

تصنیف ودعوت کا اجتماع

باوجودیکہ چوبیس گھنٹے دعوت کی فکر اور تبلیغ کا جوش مولانا کے دل میں موجزن رہتا تھا، لیکن تصنیف وتالیف کا مشغلہ بھی رکھتے، اپنے معمولات میں چند گھنٹے خلوت میں بیٹھ کو تصنیف وتالیف کا کام بھی کرتے، یہ معمول پڑھنے کے زمانے ہی سے تھا اور آخر عمر تک باقی رہا، سخت مصروفیت کے باجود وہ کچھ وقت نکال لیتے جس میں صرف کتابوں کے مطالعہ اور تصنیف وتالیف کا مشغلہ رکھتے تھے، بعض قریب دوستوں تک کو

www.abulhasanalinadwi.org

اس کی خبر نہ ہوتی تھی اور جب مولانا کی دو اہم تصنیفیں: ۱- امانی الاحبار، اور ۲- حیاۃ الصحابہ، جو کئی ضخیم جلدوں پر مشتمل ہیں، چھپ کر سامنے آئیں تو لوگوں کو معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے مولانا کے وقت میں کتنی برکت عطا فرمائی کہ دو متضاد کام کس طرح عمر بھر نبھاتے رہے۔

ان تصانیف کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ مولانا کتنے وسیع المطالعہ تھے اور ان کی کتب حدیث ورجال پر اور صحابہ کرامؓ کے احوال وواقعات کے ہر گوشہ پر کتنی نظر تھی اس تصنیف میں سب سے بڑی بات یہ ہے کہ صرف علمی تحقیقات یا ریسرچ کا کام نہیں ہے کہ ان لوگوں کی تشفی کا باعث بنے جو خالص علمی ذہن ودماغ رکھتے ہیں بلکہ اس میں داعیانہ طرز فکر غالب نظر آتا ہے جس سے دونوں طبقوں کو یکساں فائدہ پہونچا ہے، یہ ایک طرف علمی ذخیرہ ہے، دوسری طرف صحابہؓ کی داعیانہ زندگی اور کردار واخلاق وسوانح کا نہایت مؤثر مجموعہ ہے۔

امانی الاحبار کے مطالعہ سے مولانا کی فقاہت، معرفت حدیث اور آثار میں وسیع درک معلوم ہوتا ہے۔

راقم الحروف الحمدللہ ان خوش نصیبوں میں ہے جنھوں نے مولانا کی دن رات کی مصروفیتوں کو سفر وحضر میں بار بار دیکھا ہے، ان مصروفیات میں ایسی ضخیم کتابوں کی تصنیف کو مولانا کی کرامت ہی کہا جاسکتا ہے اور جب کہ ہر لکھنے پڑھنے والا آدمی خوب جانتا ہے کہ چند صفحہ کی کتاب لکھنے

www.abulhasanalinadwi.org

کے لئے ہزاروں صفحات کی مختلف کتابیں پڑھنی پڑھتی ہیں، ہزاروں صفحات کی ایک نہیں کئی کئی کتابیں پڑھنا پھر ہزاروں صفحات کی کتاب لکھنا ایسے مصروف ترین شخص کے لئے جو جسمانی محنت کے ساتھ ساتھ ذہنی اور دماغی محنت بھی کرتا ہو اور کسی ایک جگہ جس کو اطمینان سے بیٹھنا نصیب نہ ہو اس کا اتنی ضخیم تصانیف کے لئے وقت نکال لینا اور کتب خانوں سے استفادہ کرنا اگر کرامت نہیں تو اور کیا ہے۔

مولانا کا یہ امتیاز ایسا نہیں ہے کہ اس کو نظر انداز کر دیا جائے، وہی اس کو قدر کی نگاہ سے دیکھ سکتا ہے جو کہ ان دونوں مختلف راہوں سے گزر چکا ہو اور جس کو ایک ساتھ ان دونوں راہوں سے گزرنا پڑا ہو۔

ہر ہوسنا کے نداند جام وسنداں باختن

محبوبیت اور مقبولیت

مولانا کو ایسے بلند کردار اور ممتاز صفات ملے تھے جن کی وجہ سے عام مخلوق میں اللہ نے ان کو بڑی محبوبیت اور مقبولیت عطا فرمائی تھی، بہت کم ایسے لوگ ہیں جن کو ہر طبقے میں اتنی مقبولیت حاصل ہوئی ہو، قدیم وجدید دونوں طبقوں میں قبولیت عام اور محبوبیت تام حاصل تھی اور لاکھوں آدمی ان کے چشم وابرو کو دیکھتے تھے اور اشاروں پر چلتے تھے، صرف ہندوستان ہی نہیں بلکہ غیر ممالک کے اہل درد وفکر بھی اس کی تمنا کرتے تھے کہ مولانا ان کے ملکوں میں تشریف لائیں اور اپنی تقریر سے شرف بخشیں،

www.abulhasanalinadwi.org

سیکڑوں آدمی غیر ممالک سے خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور ایک مدت تک قیام کر کے ان کی محبت اپنے دلوں میں لے کر جاتے تھے، عربی مدارس، انگریزی کالج کے طلباء واساتذہ، کارخانوں میں کام کرنے والے مزدور، صنعت کار اور تاجر سب یکساں طور پر مولانا کو عزت وتکریم سے دیکھتے تھے اور مولانا کی قدم بوسی کو سرمایۂ صد افتخار سمجھتے تھے، یہ محبوبیت ومقبولیت روز بروز بڑھتی رہی اور آخر عمر میں اپنی انتہائی منزل کو پہنچ گئی تھی۔

اتباعِ سنت

مولانا کی پوری دعوت وتحریک کی بنیاد ہی اتباعِ سنت پر تھی، خود آپ کی زندگی سنت کی پیروی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی پرتو تھی، نشست وبرخاست، اکل وشرب اور بیداری ونوم کے سلسلے میں جو بھی عمل فرماتے اس میں اتباعِ سنت کا از حد خیال فرماتے، ادعیہ مسنونہ، خصوصاً ادعیہ ماثورہ کا اہتمام فرماتے جو خاص خاص وقتوں کے لئے وارد ہوئی ہیں، ان مواقع پر ان کو پڑھتے اور ان کی تاکید فرماتے، خود اتباعِ سنت اور طریقۂ محمدی کی پیروی کے متعلق فرماتے ہیں:

> ''آج ہر طبقہ میں جو ہر جگہ جوتا چل رہا ہے اور مسائل بگڑتے جارہے ہیں، اس کا علاج صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے میں ہے جو جتنا کرے گا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اتنا پائے گا۔''

www.abulhasanalinadwi.org

دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں:

''اللہ جل شانہٗ نے ہماری دنیا اور آخرت کے مسائل کا حل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر زندگی گزارنے میں رکھا ہے، ان کے طریقے ہماری زندگی میں آجائیں اس کے لئے محنت کی ضرورت ہے۔''

مولانا سے ملنے والا سب سے پہلے یہ تاثر لیتا تھا کہ مولانا اعتماد علی اللہ اور اتباعِ رسول میں ملکہ رکھتے ہیں اور آپ کا یہ ملکہ لازمی نہیں متعدی ہے، یعنی گھڑی دو گھڑی صحبت میں وقت گزارنے والا بھی اپنے دل کو خدا اور رسولؐ کی محبت سے سرشار پاتا۔

آپ کی زندگی کا محبوب مشغلہ احیائے سنت تھا، اپنی تقریروں اور اپنی گفتگو میں سنتِ نبویؐ کی پیروی اور مٹی ہوئی سنت کو پھر سے زندہ کرنے کی پرزور دعوت دیتے تھے۔

بیعت وطریقت

مولانا کے یہاں بیعت کا طریقہ وہی تھا جو اور دوسرے مشائخ کے یہاں تھا لیکن اس طریقے کے ساتھ ساتھ اپنے والد ماجد مولانا محمد الیاس صاحب کی طرح اس پر کچھ چیزیں مستزاد تھیں۔

مشائخ کے یہاں بیعت لیتے وقت ان چیزوں پر زور دیا جاتا ہے جو ان کے نزدیک ضروری اور ایمانی زندگی کے لئے لازمی ہیں، جس شیخ

www.abulhasanalinadwi.org

کے یہاں جس چیز کا غلبہ ہوتا ہے اس پر زیادہ زور دیا جاتا ہے۔

حضرت سید احمد شہیدؒ کے یہاں بیعت لیتے وقت جہاد و قربانی اور شہادت فی سبیل اللہ کے شوق کے الفاظ کہلائے جاتے تھے، اسی طرح حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ بیعت کے معروف الفاظ اور جملوں کے ساتھ ساتھ دین سیکھنے سکھانے اور دینی دعوت کے لئے مال و جان کی قربانی کا بھی عہد لیتے تھے، یہی کیفیت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب کی تھی، بلکہ ایک لحاظ سے اس کیفیت کا اور زیادہ غلبہ ہو گیا تھا، آپ کا طریقۂ بیعت یہ تھا کہ سب سے پہلے بیعت کی حقیقت و اہمیت اس کے آداب اس کی ذمہ داریاں اور اس کے فضائل پہلے بیان فرماتے، اس کے بعد عام طریقۂ بیعت (جو ان مشائخ کے یہاں مروج تھا) سے کام لیتے، پھر دینی دعوت کے فضائل سنا کر اس کے لئے مرمٹنے اور اوقات دینے کا عہد کراتے، اور اس عہد کو اتنی اہمیت دیتے کہ عہد کرنے والا اس کو اصل سمجھتا اور پھر ہر بیعت ہونے والا اسی رنگ میں رنگ جاتا اور اس کام میں لگ جاتا۔

کیمیا اثر صحبت

مولانا محمد یوسف صاحب کو اللہ تعالیٰ نے زہد و تقویٰ اور خشیت و انابت، محبت و رافت اور اخلاق عالیہ کی ایسی ایسی نعمتیں عطا فرمائی تھیں جن کی تاثیر ہر وہ شخص محسوس کرتا تھا جو ان کی خدمت میں گھڑی دو گھڑی بیٹھتا تھا، اور جن خوش قسمت انسانوں کو ایک عرصہ تک مولانا کی خدمت

www.abulhasanalinadwi.org

میں رہنے کا اتفاق ہوجاتا تھا ان پر مولانا کی صحبت کا اثر بڑا گہرا پڑتا تھا اور ایمان ویقین سے ان کی زندگی معمور ہوجاتی تھی۔

مولانا کی صحبت نے اتنے آدمیوں کی زندگیوں میں صالح انقلاب پیدا کیا ہے اور اتنے دماغوں اور دلوں کو متاثر کیا ہے اور ایمان ویقین سے بھر دیا ہے، دعوت وتبلیغ کی راہ میں قربانی پر آمادہ کر دیا ہے جن کا شمار نہیں کیا جاسکتا، صورت وسیرت، اخلاق وکردار، معاشرت وآداب، رہن سہن، حتی کی گفتگو اور انداز بیان تک میں انقلاب پیدا کر دیا، ہزاروں صحبت یافتہ لوگوں کی دعاؤں میں مولانا کی دعاؤں کا رنگ آگیا، دیندار تو دیندار، وہ حضرات بھی جن کو دین کی ہوا تک نہ لگی تھی مولانا کی خدمت میں حاضر ہوئے، صحبت میں ذرا دیر بیٹھے، باتیں سنیں، ایمان ویقین کا چراغ جلا اور جلتے جلتے اس نے پوری زندگی کو روشن کر دیا، وہ مولانا کے یہاں اس حال میں آئے تھے کہ لباس مغربی تھا، صورت غیر اسلامی تھی، انداز تکلم غیر مانوس، رئیسانہ ٹھاٹ، امیرانہ زندگی، غرور تکبر کے انداز، علما سے بدظن، دین سے متوحش لیکن مولانا کی صورت دیکھی، ان کی باتیں سنیں، ان کی محبت ورافت، انس واپنائیت پر نظر کی صورت بدلی، سیرت میں انقلاب آیا، زندگی کا رخ پلٹ گیا اور اب وہ ایک درویش صفت، فقیر منش اور جفاکش مجاہد بن گئے، ایسے لوگوں کی تعداد ہزاروں سے متجاوز ہے جو ہندوستان اور اس کے باہر مختلف ملکوں میں پھیلے ہوئے ہیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ان صحبت یافتہ لوگوں کے ذوق عبادت، زہد وورع، ایثار وقربانی بے نفسی وجذبۂ خدمت، خشیت وانابت، دعوت وعزیمت، خدا سے تعلق اور محبتِ رسول کو دیکھ کر بے ساختہ مولانا کی عظمت کا نقش دل پر بیٹھ جاتا ہے۔

مولانا ہی کی صحبت نے ایسے ہزاروں اشخاص پیدا کئے جنھوں نے مختلف ملکوں میں دعوت دین کا جال بچھادیا اور عرب وعجم میں ایمان ویقین کی زندگیوں کو رواج دیا جن کے ہاتھوں نے یورپ کے ممالک میں اشاعتِ اسلام کے کام کا افتتاح کیا اور ان کے ذریعے سے سیکڑوں آدمی مولانا کی صحبت میں آکر رہے۔

قیاس کن زگلستانِ من بہار مرا

مولانا کی صحبت میں بیٹھنے والوں اور ان سے تعلق رکھنے والوں میں سب سے زیادہ ایمان ویقین اور بے قراری وبے تابی پیدا ہوجاتی تھی اور جب بھی کوئی ان کی مجلس سے اٹھتا اور ان کی صحبت سے فائدہ اٹھا کر رخصت ہوتا تو سراپا یقین اور از سرتا پا بے قراری بن کر رخصت ہوتا اور زبانِ حال سے کہتا ؎

دل میں سما گئی ہیں قیامت کی شوخیاں
دو چار دن رہا تھا کسی کی نگاہ میں

خدا سے زندہ تعلق اور راہ خدا کی استقامت

آج لوگ مشائخ اور بزرگوں میں کرامت ڈھونڈتے ہیں، اس

www.abulhasanalinadwi.org

شخص کو بزرگ تسلیم کرتے ہیں جس کے اندر کرامت اور خارق عادت چیزیں پائی جائیں خواہ وہ خدا سے زندہ تعلق رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو، شریعت کے احکام پر عمل کرتا ہو یا نہ کرتا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو اپناتا ہو یا نہ اپناتا ہو۔

لیکن درحقیقت سب سے بڑی بزرگی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سچا پیرو بنے اور آپ کے قدم بہ قدم زندگی گزارے۔

شیخ ابوسعید ابوالخیرؒ سے لوگوں نے کہا کہ فلاں شخص پانی پر چلتا ہے، انہوں نے فرمایا: ''گھاس کا تنکا بھی پانی پر چلتا ہے (یہ کوئی کمال کی بات نہیں ہے)

پھر کہا گیا، فلاں آدمی ہوا میں اڑ رہا ہے، فرمایا: (ٹھیک ہے) چیل اور مکھی بھی ہوا میں اڑتے ہیں۔''

پھر کہا گیا کہ فلاں آدمی ایک لحظہ میں ایک شہر سے دوسرے شہر چلا جاتا ہے، فرمایا: (اس میں کیا رکھا ہے) شیطان تو ایک دم میں مشرق سے مغرب تک چلا جاتا ہے۔ ان باتوں کی کوئی قیمت نہیں، مرد حق دراصل وہ ہے جو مخلوق کے درمیان نشست و برخاست رکھے بیوی بچے رکھتا ہو اور پھر ایک لحظہ خدائے عزوجل سے غافل نہ رہے۔

شیخ علی ابن ابی بکر قدس سرہٗ نے ''معارج البدایہ'' میں فرمایا ہے کہ:

''ہر انسان کا حسن و کمال تمام امور میں ظاہراً و باطناً اصولاً اور

www.abulhasanalinadwi.org

فروعاً، عقلاً وفعلاً، عادتاً وعبادۃً کامل اتباعِ رسولؐ میں مضمر ہے۔"(۱)

ان اقوال وارشادات کو سامنے رکھ کر مولانا محمد یوسف صاحبؒ کی زندگی پر نظر کیجئے تو معلوم ہوگا کہ مولانا کی زندگی اسی کی پرتو تھی، مجاہدہ وریاضت میں کوئی کمی نہیں کی اور حصولِ معرفت میں کمال حاصل کیا اور بعض دفعہ کرامتوں کا بھی ظہور ہوا لیکن مولانا کے یہاں ان کرامتوں کی کوئی اہمیت نہ تھی بلکہ استقامت، اتباعِ شریعت، تعلق مع اللہ اور حب نبوی کی اہمیت آفتاب نیم روز کی طرح ظاہر تھی، صبح سے شام تک مولانا لوگوں کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے تھے، کھاتے پیتے تھے، ہر طرح کے آدمیوں سے گفتگو کرتے تھے، لیکن ایک لمحہ بھی خدا کے ذکر سے غافل اور تعلق مع اللہ سے خالی نہ ہوتے۔ "دست بکار دل بیار" کے مصداق تھے۔

زبان اور طرز ادا

ہر شخص کی ایک لگ زبان اور ایک الگ طرز ادا ہوتا ہے، کوئی واعظ خوش بیان ہوتا ہے جس کے چٹکلوں اور لطیفوں، مسجع ومقفع عبارتوں سے لوگ محظوظ ہوتے ہیں اور گھنٹوں اس کی تقریر سنتے ہیں، کوئی شعلہ بیاں خطیب ہوتا ہے، جس کی تقریر سے آگ برسنے لگتی ہے اور ہنستے ہوئے لوگ رونے لگتے ہیں، مولانا محمد یوسف صاحب نہ شعلہ بیاں خطیب تھے، نہ خوش

(۱) مکتوبات خواجہ محمد معصوم/۶۳۔

www.abulhasanalinadwi.org

گلو واعظ وہ ان ساری صفات سے خالی تھے، ان کی ایک الگ زبان تھی اور ایک الگ طرز ادا، انہوں نے کبھی اس کا خیال نہیں کیا کہ سامعین پر کیا اثر پڑے گا؟ وہ ان سب سے بے پرواہ ہوکر خالص دعوتی اور اجتماعی تقریر کرتے تھے، ان کی تقریر میں خاص زبان استعمال ہوتی اور مخصوص اصطلاحیں مستعمل ہوتی تھیں، اکثر یہ اصطلاحیں لوگوں کی سمجھ میں نہ آتیں اور یہ زبان غیر مانوس معلوم ہوتی، اس سلسلے میں مولانا اپنے والد ماجد حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کے قدم بقدم تھے، فرق اتنا تھا کہ حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی زبان میں قدرے لکنت تھی اور مولانا محمد یوسف صاحب کی زبان میں لکنت بالکل نہ تھی، مولانا کی یہ خاص زبان مولانا تک محدود نہ تھی بلکہ کثیر التعداد لوگوں نے مولانا کی اس زبان کو اپنایا اور ان خاص اصطلاحات کو اختیار کیا، مولانا کی زبان کے یہ الفاظ اگرچہ عصر جدید کے الفاظ و تعبیرات اور مروج اصطلاحات سے اکثر عاری ہوتے لیکن سننے والوں کے دلوں میں اتر جاتے اور گھر کر جاتے۔

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

www.abulhasanalinadwi.org

مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کا ایک اہم مکتوب

اب آخر میں مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کا ایک مفصل مکتوب درج کیا جارہا ہے جو حقیقت میں تبلیغ کے مقاصد، اصول، طریقۂ کار، متوقع منافع، تبلیغی کام کے نتائج وثمرات اور خروج فی سبیل اللہ کی ضروری ہدایات پر بہت جامع ہے، اتنا تفصیلی مکتوب مولانا کے مکاتیب میں غالباً نہ مل سکے گا، یہ مکتوب عمرہ کے لیے حجاز مقدس جانے والی ایک جماعت کے لیے مولانا نے تحریر کیا تھا، لیکن یہ مکتوب ان ساری جماعتوں کے لیے جو تبلیغی سفروں پر روانہ ہوتی رہتی ہیں اور ان سارے حضرات کے لیے جو اس راہ میں اپنے اوقات فارغ کرتے رہتے ہیں نہایت مفید اور اس کا پڑھنا بہت ضروری ہے، چونکہ یہ مکتوب بہت طویل ہے اس لئے ہم نے موقع موقع پر ذیلی سرخیاں لگادی ہیں تاکہ پڑھنے والے کے لیے آسانی بھی ہو اور مفید بھی ہو۔

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترمین ومکرمین بندہ زادنا اللہ وایاکم جھداً وسعیاً فی سبیلہ و الھمنا وایاکم مراشدا مورنا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ خداوند کریم سے امید ہے کہ آپ حضرات بعافیت ہوں گے، آپ حضرات کی دینی مساعی کی اطلاعات باعث مسرت اور باعث تقویت ہوتی ہیں، اللہ جل شانہ قبول فرماویں، بارآور فرماویں، ترقیات عطا فرماویں، صحیح نہج پر آپ حضرات کی حفاظت فرماویں اور پوری ترکیب وترتیب کی سمجھ عطا فرماویں، آمین۔

کامیابی اور ناکامی کا انحصار

اللہ رب العزت جل جلالہ، وعم نوالہ نے انسانوں کی تمام کامیابیوں کا دارومدار انسان کے اندونی مایہ پر رکھا ہے، کامیابی اور ناکامی انسان کے اندر کے حال کا نام ہے، باہر کی چیزوں کے نقشے کا نام کامیابی و ناکامی نہیں، عزت وذلت، آرام وتکلیف، سکون و پریشانی، صحت وبیماری انسان کے حالات کا نام ہے، ان حالات کے بننے یا بگڑنے کا باہر کے نقشوں سے تعلق بھی نہیں، اللہ جل شانہ ملک ومال کے ساتھ انسان کو ذلیل کر کے دکھادیں اور فقر کے نقشے میں عزت دے کر دکھادیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

انسان کے اندر کی مایہ اس کا یقین اور اس کے اعمال ہیں، انسان کے اندر کا یقین اور اندر سے نکلنے والے عمل اگر ٹھیک ہوں گے تو اللہ جل شانہ اندر کامیابی کی حالت پیدا فرمادیں گے خواہ چیزوں کا نقشہ کتنا ہی پست ہو۔

ایمان باللہ

اللہ جل شانہ، تمام کائنات کے ہر ذرہ کے اور ہر فرد کے خالق و مالک ہیں، ہر چیز کو اپنی قدرت سے بنایا ہے، سب کچھ ان کے بنانے سے بنا ہے، وہ بنانے والے ہیں خود بنے نہیں اور جو خود بنا ہوا ہے اس سے کچھ بنتا نہیں، جو کچھ قدرت سے بنا ہے وہ قدرت کے ماتحت ہے، ہر چیز پر ان کا قبضہ ہے، وہ ہی ہر چیز کو استعمال فرماتے ہیں، وہ اپنی قدرت سے ان چیزوں کی شکلوں کو بھی بدل سکتے ہیں اور شکلوں کو قائم رکھ کر صفات کو بدل سکتے ہیں، لکڑی کو اژدہا بنا سکتے ہیں اور اژدھے کو لکڑی بنا سکتے ہیں، اسی طرح ہر شکل پر خواہ ملک ہو یا مال کی، برق کی ہو یا بھاپ کی، ان کا ہی قبضہ ہے اور وہ ہی تصرف فرماتے ہیں، جہاں سے انسان کو تعمیر نظر آتی ہے وہاں سے تخریب لاکر دکھادیں اور جہاں سے تخریب نظر آتی ہے وہاں سے تعمیر لاکر دکھادیں، تربیت کا نظام وہی چلاتے ہیں، ساری چیزوں کے بغیر ریت پر ڈال کر پال دیں اور سارے ساز و سامان میں پرورش بگاڑ دیں۔

www.abulhasanalinadwi.org

ایمان بالرسالۃ

اللہ جل شانہ کی ذات عالی سے تعلق پیدا ہوجائے اور ان کی قدرت سے براہ راست استفادہ ہو اس کے لیے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے طریقے لے کر آئے ہیں، جب ان کے طریقے زندگیوں میں آئیں گے تو اللہ جل شانہ ہر نقشے میں کامیابی دے کر دکھائیں گے۔

ایمان ویقین کا نتیجہ اور اس کی دعوت

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں اپنے یقین اور اپنے جذبہ اور اپنے طریقہ کو بدلنے کا مطالبہ ہے، صرف یقین کی تبدیلی پر ہی اللہ پاک اس زمین و آسمان سے کئی گنا زیادہ بڑی جنت عطا فرمائیں گے، جن چیزوں میں سے یقین نکل کر اللہ کی ذات میں آئے گا، ان ساری چیزوں کو اللہ پاک مسخر فرمادیں گے، اس یقین کو اپنے اندر پیدا کرنے کے لیے ایک تو اس یقین کی دعوت دینی ہے، اللہ کی بڑائی سمجھانی ہے، ان کی ربوبیت سمجھانی ہے، ان کی قدرت سمجھانی ہے، انبیاءؑ اور صحابہؓ کے واقعات سنانے ہیں، خود تنہائیوں میں بیٹھ کر سوچنا ہے، دل میں اسی یقین کو اتارنا ہے جس کی مجمع میں دعوت دی ہے، یہی حق ہے اور پھر رو رو کر دعا مانگنی ہے کہ اے اللہ اس یقین کی حقیقت سے نواز دے۔

www.abulhasanalinadwi.org

نماز کا اہتمام اور اس کی دعوت

اللہ جل شانہ کی قدرت سے براہِ راست فائدے حاصل کرنے کے لیے نماز کا عمل دیا گیا ہے، سر سے لے کر پیر تک اللہ کی رضا والے مخصوص طریقہ پر پابندیوں کے ساتھ اپنے کو استعمال کرو، آنکھوں کا، کانوں کا، ہاتھوں کا، زبان کا اور پیروں کا استعمال ٹھیک ہو، دل میں اللہ کا دھیان ہو، اللہ کا خوف ہو، یقین ہو کہ نماز میں اللہ کے حکم کے مطابق میرا ہر استعمال تکبیر و تسبیح، رکوع و سجدہ، ساری کائنات سے زیادہ انعامات دلانے والا ہے، اسی یقین کے ساتھ نماز پڑھ کر ہاتھ پھیلا کر مانگا جائے تو اللہ جل شانہ اپنی قدرت سے ہر ضرورت کو پورا کریں گے، ایسی نماز پر اللہ پاک گناہوں کو معاف بھی فرمادیں گے، رزق میں برکت بھی دیں گے، طاعت کی توفیق بھی ملے گی، ایسی نماز سیکھنے کے لئے دوسروں کو خشوع و خضوع والی نماز کی ترغیب و دعوت دی جائے، اس پر آخرت اور دنیا کے نفع سمجھائے جائیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کی نماز کو سنانا، خود اپنی نماز کو اچھا کرنے کی مشق کرنا، اہتمام سے وضو کرنا، دھیان جمانا، قیام میں، قعدہ میں، رکوع میں، سجدہ میں بھی دھیان کم از کم تین مرتبہ جمایا جائے کہ اللہ مجھے دیکھ رہے ہیں، نماز کے بعد سوچا جائے اللہ کی شان کے مطابق نماز نہ ہوئی، اس پر رونا اور کہنا کہ اے اللہ ہماری نماز میں حقیقت پیدا فرما۔

www.abulhasanalinadwi.org

علم اور ذکر

علم سے مراد یہ ہے کہ ہم میں تحقیق کا جذبہ پیدا ہوجائے، کہ میرے اللہ مجھ سے اس حال میں کیا چاہتے ہیں اور پھر اللہ کے دھیان کے ساتھ اپنے آپ کو اس عمل میں لگا دینا یہ ذکر ہے، جو آدمی دین سیکھنے کے لیے سفر کرتا ہے اس کا یہ سفر عبادت میں لکھا جاتا ہے، اس مقصد کے لیے چلنے والوں کے پیروں کے نیچے ستر ہزار فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں، زمین و آسمان کی ساری مخلوق ان کے لیے دعائے مغفرت کرتی ہے، شیطان پر ایک عالم ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے، دوسروں میں علم کا شوق پیدا کرنے کی کوشش کی جائے، فضائل سنائے جائیں، خود تعلیم کے حلقوں میں بیٹھا جائے، علماء کی خدمت میں حاضری دی جائے اس کو بھی عبادت یقین کیا جائے اور رو رو کر مانگا جائے کہ اللہ جل شانہٗ علم کی حقیقت عطا فرمادیں، ہر عمل میں اللہ جل شانہ کا دھیان پیدا کرنے کے لیے اللہ کا ذکر ہے جو آدمی اللہ جل شانہ کو یاد کرتا ہے اللہ جل شانہ اس کو یاد فرماتے ہیں، جب تک آدمی کے ہونٹ اللہ کے ذکر میں ہلتے رہتے ہیں اللہ جل شانہ اس کے ساتھ ہوتے ہیں اللہ پاک اپنی محبت و معرفت عطا فرماتے ہیں اللہ کا ذکر شیطان سے حفاظت کا قلعہ ہے، خود اللہ جل شانہ کا دھیان پیدا کرنے کے لیے دوسروں کو اللہ کے ذکر پر آمادہ کرنا ترغیب دینا خود دھیان جما کر کہ میرے اللہ مجھے دیکھ رہے ہیں ذکر کرنا اور رو رو کر دعا مانگنا کہ اے اللہ مجھے ذکر کی حقیقت عطا فرما۔

www.abulhasanalinadwi.org

اکرام مسلم

ہر مسلمان کا بحیثیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کا امتی ہونے کے اکرام بھی کرنا ہے ہر امتی کے آگے بچھ جانا، ہر شخص کے آگے بچھ جانا، ہر شخص کے حقوق کو ادا کرنا اور اپنے حقوق کا مطالبہ نہ کرنا، جو آدمی مسلمان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ جل شانہٗ اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے، جب تک آدمی اپنے مسلمان بھائی کے کام میں لگا رہتا ہے، اللہ جل شانہ اس کے کام میں لگے رہتے ہیں، جو اپنے حق کو معاف کردے گا اللہ جل شانہ اس کو جنت کے بیچ میں محل عطا فرمائیں گے جو اللہ کے لیے دوسروں کے آگے تذلل اختیار کرے گا، اللہ جل شانہ اس کو رفعت و بلندی عطا فرمائیں گے، اس کے لیے دوسروں میں ترغیب کے ذریعہ اکرام مسلم کا شوق پیدا کرنا ہے مسلمان کی قیمت بتانی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اخلاق، ہمدردی اور ایثار کے واقعات سنانے ہیں اور خود اس کی مشق کرنی ہے اور رو رو کر اللہ جل شانہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کی توفیق مانگنی ہے۔

حسن نیت

ہر عمل میں اللہ جل شانہ کی رضا کا جذبہ ہو، کسی عمل سے دنیا کی طلب یا اپنی حیثیت بنانا مقصود نہ ہو، اللہ کی رضا کے جذبہ سے تھوڑا سا عمل بھی بہت

www.abulhasanalinadwi.org

انعامات دلوائے گا اور اس کے بغیر بہت بڑے بڑے عمل بھی گرفت کا سبب بنیں گے، اپنی نیت کو درست کرنے کے لیے دوسروں میں دعوت کے ذریعہ تصحیح نیت کا فکر وشوق پیدا کیا جائے، اپنے آپ پر عمل سے پہلے اور عمل کے دوران نیت کو درست کرنے کی مشق کی جائے، کہ میں اللہ کو راضی کرنے کے لیے یہ عمل کر رہا ہوں اور عمل کی تکمیل پر اپنی نیت کو ناقص قرار دے کر توبہ و استغفار کیا جائے اور رو رو کر اللہ جل شانہٗ سے اخلاص مانگا جائے۔

اللہ کے راستہ کی محنت اور دعا

آج امت میں کسی حد تک انفرادی اعمال کا رواج ہے گو ان کی حقیقت نکلی ہوئی ہے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ختمِ نبوت کے طفیل پوری امت کو دعوت والی محنت ملی تھی اس کے بندوں کا تعلق اللہ جل شانہ سے قائم ہو جائے، اس کے لیے انبیاء علیہم السلام والے طرز پر اپنی جان و مال کو جھونک دینا اور جن میں محنت کر رہے ہیں ان سے کسی چیز کا طالب نہ بننا اس کے لیے ہجرت بھی کرنا اور نصرت بھی کرنا، جو زمین والوں پر رحم کرتا ہے آسمان والا اس پر رحم کرتا ہے، جو دوسروں کا تعلق اللہ جل شانہ سے جوڑنے کے لیے ایمان و عمل صالح کی محنت کریں گے، اللہ جل شانہ ان کو سب سے پہلے ایمان و عمل صالح کی حقیقتوں سے نواز کر اپنا تعلق عطا فرمائیں گے، اس راستہ میں ایک صبح یا ایک شام کا نکلنا پوری دنیا اور جو کچھ اس میں ہے (باعتبار مال کے بھی اور باعتبار چیزوں کے بھی) اس سب

www.abulhasanalinadwi.org

سے بہتر ہے، اس میں ہر مال کے خرچ اور اللہ کے ہر ذکر و تسبیح اور ہر نماز کا ثواب سات لاکھ گنا ہوجاتا ہے، اس راستہ میں محنت کرنے والوں کی دعائیں بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام کی دعاؤں کی طرح قبول ہوتی ہیں یعنی جس طرح ان کی دعاؤں پر اللہ جل شانہ نے ظواہر کے خلاف اپنی قدرت کو استعمال فرما کر ان کو کامیاب فرمایا اور باطل خاکوں کو توڑ دیا، اسی طرح اس محنت کے کرنے والوں کی دعاؤں پر اللہ جل شانہ ظواہر کے خلاف اپنی قدرت کے مظاہرے فرمائیں گے اور اگر عالمی بنیاد پر محنت کی گئی، تو تمام اہل عالم کے قلوب میں ان کی محنت کے اثر سے تبدیلیاں لائیں گے، دین کے دوسرے اعمال کی طرح ہمیں یہ محنت بھی کرنی نہیں آتی، دوسروں کو اس محنت کے لیے آمادہ کرنا ہے، اس کی اہمیت اور قیمت بتانی ہے، انبیاء اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے واقعات سنانے ہیں، خود اپنے آپ کو قربانی کی شکلوں اور ہجرت و نصرت والے اعمال میں لگانا ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ہر حال میں اللہ کی راہ میں نکلے ہیں، نکاح کے وقت اور رخصتی کے وقت گھر میں ولادت کے موقع پر اور وفات کے موقع پر، سردی میں، گرمی میں، بھوک میں، فاقہ میں، صحت میں، بیماری میں، قوت میں، ضعف میں، جوانی اور بڑھاپہ میں بھی نکلے ہیں اور رو رو کر اللہ جل شانہ سے مانگنا ہے کہ ہمیں اس عالی محنت کے لیے قبول فرمالے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مسجدوں میں کرنے کے کام

ان چیزوں سے مناسبت پیدا کرنے کے لیے ہر شخص سے خواہ کسی شعبہ سے متعلق ہو چار ماہ کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اپنے مشاغل ساز وسامان اور گھر بار سے نکل کر ان چیزوں کی دعوت دیتے ہوئے اور خود مشق کرتے ہوئے ملک بہ ملک اقلیم بہ اقلیم قوم بہ قوم، قریہ بہ قریہ پھریں گے، حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر امتی کو مسجد والا بنایا تھا، مسجد کے کچھ مخصوص اعمال دیئے تھے ان اعمال سے مسلمانوں کا زندگی میں امتیاز تھا مسجد میں اللہ بڑائی کی، ایمان کی اور آخرت کی باتیں ہوتی تھیں، اعمال سے زندگی بننے کی باتیں ہوتیں تھیں، عملوں کے ٹھیک کرنے کے لیے تعلیمیں ہوتی تھیں، ایمان وعمل صالح کی دعوت کے لیے ملکوں اور علاقوں میں جانے کی تشکیلیں بھی مسجد سے ہی ہوتی تھیں، اللہ کے ذکر کی مجلسیں مسجدوں میں ہوتی تھیں، یہاں تعاون ایثار اور ہمدردیوں کے اعمال ہوتے تھے، ہر شخص، حاکم، محکوم، مالدار، غریب، تاجر، زارع، مزدور، مسجد میں آکر زندگی سیکھتا تھا اور باہر جا کر اپنے اپنے شعبہ میں مسجد والے تاثر سے چلتا تھا، آج ہم دھوکہ میں پڑ گئے کہ ہمارے پیسے سے مسجد چلتی ہے، مسجدیں اعمال سے خالی ہو گئیں اور چیزوں سے بھر گئیں، حضورؐ نے مسجد کو بازار والوں کے تابع نہیں کیا، حضورؐ کی مسجد میں نہ بجلی تھی نہ پانی تھا، نہ غسل خانے تھے، خرچ کی کوئی شکل نہ تھی، مسجد میں آکر داعی بنتا تھا، معلم اور متعلم بنتا تھا، ذاکر بنتا تھا،

www.abulhasanalinadwi.org

نمازی بنتا تھا، مطیع بنتا تھا، متقی زاہد بنتا تھا، خلیق بنتا تھا، باہر جا کر ٹھیک زندگی گزارتا تھا مسجد بازار والوں کو چلاتی تھی، ان چار ماہ میں ہر جگہ جا کر مسجدوں میں ہر امتی کو لانے کی مشق کریں، مسجد والے اعمال سیکھتے ہوئے دوسروں کو یہ محنت سیکھنے کے لئے تین چلوں کے واسطے آمادہ کریں۔

مقامی گشت واجتماع

واپس اپنے مقام پر آ کر اپنی بستی کو مسجد میں ان اعمال کو زندہ کرنا ہے، ہفتہ میں دو مرتبہ گشت کے ذریعہ بستی والوں کو جمع کر کے ان ہی چیزوں کی طرف متوجہ کرنا اور مشق کے لئے فی گھر ایک نفر تین چلوں کے لئے باہر نکلنا ہے، ایک گشت اپنی مسجد کے ماحول میں اور دوسرا گشت دوسری مسجد کے ماحول میں کریں، ہر مسجد میں مقامی جماعت بھی بنائیں ہر مسجد کے احباب روزانہ فضائل کی تعلیم کریں۔

ہر مہینہ کی سہ روزہ جماعت

اپنے شہر یا بستی کے قریب دیہات میں کام کی فضا بنے اس کے لیے ہر مسجد سے تین یوم کے لیے جماعتیں پانچ کوس کے علاقہ میں جائیں، ہر دوست مہینے میں تین یوم پابندی سے لگائے، ''الحسنة بعشر امثالها'' کے مصداق تین دن پر حکماً تیس دن کا ثواب ملے گا پورے سال ہر مہینے تین دن لگائے تو سارا سال اللہ کی راہ میں شمار ہوگا، اندرون ملک کے

www.abulhasanalinadwi.org

تقاضے پورے ہوتے رہیں اور اپنی مشق قائم رہے اور جاری رہے۔

چلہ اور تین چلے لگانا اور ان کی دعوت دینا

ہر سال اہتمام سے چلہ لگایا جائے عمر میں کم از کم تین چلے، سال میں چلہ، مہینے میں تین یوم، ہفتہ میں دوگشت، روزانہ تعلیم، تسبیحات، تلاوت یہ کم سے کم نصاب ہے کہ ہماری زندگی دین والی بنتی رہے، اگر ہم یوں چاہیں کہ ہم سبب بنیں اجتماعی طور پر پوری انسانیت کی زندگی کے صحیح رخ پر آنے اور باطل کو ٹوٹنے کا، تو اس کے لیے اس نصاب سے بھی آگے بڑھنا ہوگا، ہمارے وقت اور ہماری آمدنی کی نصف اللہ کی راہ میں لگے اور نصف کاروبار اور گھر کے مسائل میں یا کم از کم یہ کہ ایک تہائی وقت و آمدنی اللہ کی راہ میں اور دو تہائی اپنے مشاغل میں، یعنی ہر سال چار ماہ کی ترتیب بٹھائی جائے۔

آپ حضرات عمر میں کم از کم تین چلوں کی دعوت خوب جم کر دیں، اس میں بالکل نہ گھبرائیں اس کے بغیر زندگیوں کے رخ نہ بدلیں گے، جن احباب نے خود ابھی تین چلے نہ دیئے ہوں وہ بھی اس نیت سے خوب جم کر دعوت دیں کہ اللہ جل شانہ اس کے لیے ہمیں قبول فرمالے۔

گشت اور اس کی اہمیت

گشت کا عمل اس کام میں بڑی ریڑھ کی ہڈی سی اہمیت رکھتا ہے، اگر یہ عمل صحیح ہوگا تو قبول ہوگا، دعوت قبول ہوگی، دعا قبول ہوگی، ہدایت

www.abulhasanalinadwi.org

آئے گی اور گشت قبول نہ ہوتو دعوت قبول نہ ہوگی دعوت قبول نہ ہوئی دعا قبول نہ ہوگی، دعا قبول نہ ہوئی ہدایت نہیں آئے گی۔

گشت کا موضوع اور دعوت

گشت کا موضوع یہ ہے کہ اللہ جل شانہ نے ہماری دنیا اور آخرت کے مسائل کا حل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر زندگی گزارنے میں رکھا ہے، ان کے طریقے ہماری زندگیوں میں آجائیں، اس کے لیے محنت کی ضرورت ہے، اس محنت پر بستی والوں کو آمادہ کرنے کے لیے گشت کے لیے مسجد میں جمع کرنا ہے، نماز کے بعد اعلان کر کے لوگوں کو روکا جائے، اعلان بستی کا کوئی بااثر آدمی یا امام صاحب کریں تو زیادہ مناسب ہوگا، وہ ہم کو کہیں تو ہمارے ساتھی کر دیں۔

گشت کے آداب کا بیان

پھر گشت کی اہمیت ضرورت اور قیمت بتائی جائے اس کے لیے آمادہ کیا جائے، جو تیار ہوں ان کو اچھی طرح آداب سمجھائیں، اللہ کا ذکر کرتے ہوئے چلنا ہے، نگاہیں نیچی ہوں، ہمارے تمام مسائل کا تعلق اللہ جل شانہ کی ذات سے ہے، ان بازار میں پھیلی ہوئی چیزوں سے کسی مسئلے کا تعلق نہیں، چیزوں پر نگاہ نہ پڑے، دھیان نہ جائے، اگر نگاہ پڑ جائے تو مٹی کے ڈلے معلوم ہوں، ہمارا دل اگر ان چیزوں کی طرف پھر گیا تو پھر ہم جن

www.abulhasanalinadwi.org

کے پاس جارہے ہیں ان کا دل ان چیزوں سے اللہ کی طرف کیسے پھرے گا، قبر کا داخلہ سامنے ہو، اسی زمین کے نیچے جانا ہے، مل جل کر چلیں، ایک آدمی بات کرے، کامیاب ہے وہ بات کرنے والا جو مختصر بات کر کے آدمی کو مسجد میں بھیج دے۔

بھائی ہم مسلمان ہیں، ہم نے کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا ہے، ہمارا یقین ہے کہ اللہ پالنے والے ہیں، نفع ونقصان، عزت وذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے، اگر ہم نے اللہ کے حکم پر حضرت محمدؐ کے طریقہ پر زندگی گزاریں گے، اللہ راضی ہوکر ہماری زندگی بنادیں گے، ہم سب کی زندگی اللہ جل شانہ کے حکم کے مطابق حضرت محمدؐ کے طریقہ پر آجائے، اس کے لئے بھائی مسجد میں کچھ فکر کی بات ہورہی ہے، نماز پڑھ چکے ہوں تو بھی اٹھا کر مسجد میں بھیج دیں، ضرورت ہوتو آگے نماز کو بھی مسجد میں فوری جانے کا عنوان بنالیں۔

اللہ کا سب سے بڑا حکم نماز ہے، نماز پڑھیں گے اللہ روزی میں برکت دے گا، گناہوں کو معاف فرمادیں گے، دعاؤں کو قبول فرمالیں گے، بشارتیں سنائی جائیں، وعیدیں نہیں، نماز کا وقت جارہا ہے مسجد میں چلئے، امیر کی اطاعت کرنی ہے، واپسی میں استغفار کرتے ہوئے آنا ہے۔

گشت کا طریقہ

اب آداب کا مذاکرہ کرنے کے بعد دعا مانگ کر چل دیں گشت

www.abulhasanalinadwi.org

میں دس آدمی جائیں، مسجد کے قریب مکانات پر گشت کرلیں، مکانات نہ ہوں تو بازار میں گشت کرلیں، جماعت میں زیادہ آدمی ایسے ہوں جو گشت میں اصولوں کی پابندی کرلیں، مسجد میں دو تین آدمی چھوڑ دیں، نئے آدمی زیادہ تیار ہو جائیں تو ان کو بھی سمجھا کر مسجد میں مشغول کر دیں، نئے آدمی تین چار ساتھ ہوں، مسجد میں ایک ساتھ اللہ جل شانہ کی طرف متوجہ ہو کر ذکر و دعا میں مشغول رہے، ایک آنے والوں کا استقبال کرے، ضرورت ہو تو وضو کروا کر نماز پڑھوا دے اور ایک ساتھی آنے والوں کو نماز تک مشغول رکھے، اپنی زندگی کا مقصد سمجھائے، پونے گھنٹے گشت ہو، نماز سے ساتھ آٹھ منٹ پہلے گشت ختم کر دیں، سب تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز میں شریک ہوں۔

اجتماع میں دعوت

جس ساتھی کے بارے میں مشورہ ہو جائے وہ دعوت دے، یہ سمجھائے کہ اللہ جل شانہ کی ذات عالی سے تعلق قائم ہوا تو دنیا اور آخرت میں کیا نفع ہوگا اور اگر اللہ جل شانہ کی ذات عالی سے تعلق قائم نہ ہوا تو دنیا و آخرت میں کیا نقصان ہوگا، جیسے اس خط کے شروع میں چھ نمبروں کا تذکرہ کیا ہے، اس طرز پر ہر نمبر کا مقصد اس کا نفع اور قیمت اور حاصل کرنے کا طریقہ بتایا جائے، سادہ انداز میں بیان ہو، اس سے انشاء اللہ مجمع کی سمجھ میں کام آئے گا اور اس کی ضرورت بھی محسوس کرے گا اور سمجھے گا کہ ہم بھی سیکھ سکتے ہیں، ہمارے ساتھی بھی دعوت میں اہتمام سے جم کر بیٹھیں، متوجہ ہو کر اور محتاج بن

www.abulhasanalinadwi.org

کرسنیں، جو بات کہہ رہا ہے ہم اپنے دل میں کہیں کہ "حق ہے" اس سے دل میں ایمان کی لہریں اٹھیں گی اور عمل کا جذبہ بنے گا، تین چلوں کی بات جم کر رکھی جائے، نقد نام لئے جائیں اس کے بعد چلوں کے لئے وقت لکھوائے جائیں اور پھر جو جس وقت کے لئے تیار ہو جائے اس کو قبول کر لیا جائے۔

مطالبہ اور تشکیل

مطالبہ اور تشکیل کے وقت محنت ساری دعوت کا مغز بنتی ہے، اگر مطالبوں پر جم کر محنت نہ ہوئی تو پھر کام کی باتیں رہ جائیں گی اور قربانی وجود میں نہ آئے گی تو کام کی جان نکل جائے گی، دعوت دینے والا ہی مطالبہ کرے، ایک آدمی کھڑے ہو کر نام لکھے، نام لکھنے والا مستقل تقریر شروع نہ کرے، ایک دو جملے ترغیبی کہہ سکتا ہے، پھر آپس میں ایک دوسرے کو آمادہ کرنے کو کہا جائے، فکر کے ساتھ اپنے قریب بیٹھنے والوں کو تیار کریں، اعذار کا دل جوئی اور ترغیب کے ساتھ حل بتائیں، نبیوں اور صحابہ کی قربانیوں کے قصوں کی طرف اشارے کریں اور پھر آمادہ کریں، آخر میں مقامی جماعت بنا کر ان کے ہفتے کے دو گشت روزانہ تعلیم، تسبیحات، مہینے کے تین یوم وغیرہ کا نظم طے کرائیں۔

دعوت کا انداز

دعوت میں انبیاءؑ اور صحابہؓ کے ساتھ اللہ جل شانہ نے جو مدد یں

www.abulhasanalinadwi.org

فرمائی ہیں وہ تو بیان کی جائیں اور جو ہمارے ساتھ مددیں ہوئیں ان کو بیان نہ کیا جائے، دعوت میں فضائے حاضرہ کی باتیں نہ کی جائیں، امت میں جو ایمانی، عملی، اخلاقی کمزوریاں آچکی ہے ان کے تذکرے سے بہتر ہے کہ اصلی خوبیوں کی طرف یعنی جو بات پیدا ہونی چاہیئے اس کی طرف متوجہ کریں۔

تعلیم

تعلیم میں دھیان، عظمت محبت، ادب اور توجہ کے ساتھ بیٹھنے کی مشق کی جائے، سہارا نہ لگایا جائے، باوضو بیٹھنے کی کوشش ہو، طبیعت کے بہانوں کی وجہ سے تعلیم کے دوران نہ اٹھا جائے، باتیں نہ کی جائیں، اگر اس طرح بیٹھیں گے تو فرشتے اس مجلس کو ڈھانک لیں گے، اہل مجلس میں طاعت کا مادہ پیدا ہوگا، عظمت کی مشق سے حدیثِ پاک کا وہ نور دل میں آئے گا جس پر عمل کی ہدایت ملتی ہے، بیٹھتے ہی آداب اور مقصد کی طرف متوجہ کیا جائے، مقصد یہ ہے کہ ہمارے اندر دین کی طلب پیدا ہو جائے، فضائل قرآن مجید پڑھ کر تھوڑی دیر کلام پاک کی ان سورتوں کی تجوید کی مشق کی جائے جو عموماً نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں، التحیات، دعائے قنوت وغیرہ کا مذاکرہ و تصحیح اجتماعی تعلیم میں نہ ہو، انفرادی سیکھنے سکھانے میں ان کی تصحیح کریں، اللہ پاک توفیق دیں تو ہر کتاب میں سے تین چار صفحے پڑھے جائیں، تعلیم میں اپنی طرف سے تقریر نہ ہو، حدیث شریف پڑھنے کے بعد

www.abulhasanalinadwi.org

دو تین جملے ایسے کہہ دیئے جائیں کہ اس عمل کا جذبہ وشوق ابھر آئے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب دامت برکاتہم کی تالیف فرمودہ، فضائل قرآن مجید، فضائل نماز، فضائل تبلیغ، فضائل ذکر، فضائل صدقات حصہ اول ودوم، فضائل رمضان، فضائل حج (ایام حج ورمضان میں) اور مولانا احتشام الحسن صاحب کاندھلوی دام مجدہ کی ''مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج'' صرف یہ کتابیں ہیں جن کو اجتماعی تعلیم میں پڑھنا اور سننا ہے اور تنہائیوں میں بیٹھ کر بھی ان کو پڑھنا ہے، کتابوں کے بعد چھ نمبروں کا مذاکرہ ہو، ساتھیوں سے نمبر بیان کرائے جائیں، جب تعلیم شروع کی جائے تو اپنے میں سے دو ساتھیوں کو تعلیم کے گشت کے لئے بھیج دیا جائے، ۱۵-۲۰ منٹ بعد وہ ساتھی آجائیں تو دوسرے دو ساتھی چلے جائیں، اسی طرح بستی والوں کو تعلیم میں شریک کرنے کی کوشش ہوتی رہے، باہر نکلنے کے زمانہ میں روزانہ صبح اور بعد ظہر دونوں وقت تعلیم دو تین گھنٹے کی جائے اور اپنے مقام پر روزانہ اسی ترتیب سے ایک گھنٹے تعلیم ہو یا ابتداء جتنی دیر احباب جڑ سکیں۔

مشورہ

کام کے تقاضوں کو سوچنے، ان کی ترتیب قائم کرنے، ان تقاضوں کو پورا کرنے کی شکلیں بنانے میں اور جو احباب اوقات فارغ کریں ان کی مناسب تشکیل میں اور جو مسائل ہوں ان کے لیے احباب کو

www.abulhasanalinadwi.org

مشورہ میں جوڑا جائے، اللہ جل شانہ کے دھیان اور فکر کے ساتھ دعائیں مانگ کر مشورہ میں بیٹھیں، مشورے میں اپنی رائے پر اصرار اور عمل کرانے کا جذبہ نہ ہو اس سے اللہ کی مدد یں ہٹ جاتی ہیں، جب رائے طلب کی جائے اسے سمجھ کر جو بات اپنے دل میں ہو کہہ دی جائے، رائے رکھنے میں نرمی ہو، کسی ساتھی کی رائے سے تقابل کا طرز نہ ہو، میری رائے میں میری نفس کے شرور شامل ہیں، یہ دل کے اندر خیال ہو، اگر فیصلہ کسی دوسری رائے پر ہو گیا تو اس کی خوشی ہو کہ میرے شرور سے حفاظت ہو گئی اور اگر اپنی رائے پر فیصلہ ہو جائے تو خوف ہو اور زیادہ دعائیں مانگی جائیں، ہمارے ہاں فیصلے کی بنیاد کثرت رائے نہیں ہے اور ہر معاملہ میں ہر ایک سے رائے لینا بھی ضروری نہیں ہے، دل جوئی سب کی ضروری ہے، امیر کو اس بات کا یقین ہو کہ ان احباب کی فکر اور مل کر بیٹھنے کی برکت سے اللہ جل شانہ صحیح بات کھول دیں گے، امیر اپنے آپ کو مشورے کا محتاج سمجھے، رائے لینے کے بعد غور و فکر سے جو مناسب سمجھ میں آتا ہو وہ کہہ دے، بات اس طرح رکھے کہ کسی کی رائے کا استخفاف نہ ہو، اگر طبیعتیں مختلف ہوں تو اس بات پر شوق و رغبت کے ساتھ آمادہ کر لے اور ساتھی امیر کی بات پر ایسے شوق سے چلیں جیسے کہ ان کی ہی رائے طے پائی ہے اسی میں ترتیب ہے، اگر اس کے بعد عملاً ایسی شکل نظر آئے کہ ہماری رائے ہی زیادہ مناسب تھی پھر بھی ہرگز طعنہ نہ دیا جائے یا اشارہ کنایہ بھی نہ کیا جائے، اسی میں خیر کا یقین کیا

www.abulhasanalinadwi.org

جائے، جو امیروں کو طعنہ دے اس کے لئے سخت وعید آئی ہے۔

ہفتہ واری اجتماع

جب محلوں کی مساجد میں ہفتوں کے دوگشتوں کے ذریعہ فی گھر ایک آدمی تین چلے کے لئے نکلنے کی آواز لگ رہی ہوگی تعلیموں اور تسبیحات پر احباب جڑ رہے ہوں گے، ہر مسجد سے تین دن کے لئے جماعتیں نکالنے کی کوششیں ہو رہی ہوں گی تو شب جمعہ کا اجتماع صحیح نہج پر ہوگا اور کام کے بڑھنے کی صورتیں بنیں گی، جمعرات کو عصر کے وقت محلوں کی مساجد کے احباب اپنی اپنی جماعتوں کی صورت میں بستر اور کھانا ساتھ لے کر اجتماع کی جگہ پر پہنچیں، مشورے سے ایسے احباب سے عموماً دعوت دلوائی جائے جو محنت کے میدان میں ہوں اور جن کی طبیعت پر کام کے تقاضے غالب ہوں، بہت ہی فکر واہتمام سے تشکیلیں کی جائیں، اگر اوقات وصول نہ ہوں تو رات کو بھی محنت کی جائے، رو رو کر مانگا جائے، صبح کو جماعتوں کی تشکیل کر کے ہدایات دے کر روانہ کیا جائے، تین دن کی محلوں سے تیار ہو کر آئی ہوئی جماعتیں عموماً سات آٹھ میل بھیجی جائیں، ہر شب جمعہ سے تین چلوں اور چلوں کی جماعتوں کے نکلنے کا رخ پڑنا چاہئے، اگر شب جمعہ میں خدانخواستہ سب تقاضے پورے نہ ہو سکے تو سارے ہفتے اپنے محلوں میں، پھر اس کے لئے کوشش کی جائے اور آئندہ شب جمعہ میں محلوں سے تقاضوں کے لیے لوگوں کو تیار کر کے لایا جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

کام کی نزاکت اور اس کا علاج

بھائی دوستو یہ کام بہت نازک ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک محنت فرمائی، اس محنت سے سارے انسانوں کی ساری زندگی کے کمانے کھانے، بیاہ شادی میل ملاقات اور عبادات معاملات وغیرہ کے طریقوں میں مکمل تبدیلیاں آئیں تو آپ نے خود اس محنت کے کتنے طریقے بتلائے ہوں گے، ہمیں ابھی یہ کام کرنا نہیں آتا اور نہ ابھی حقیقی کام شروع ہوا ہے، کام اس دن شروع ہوگا جب ایمان ویقین، اللہ کی محبت، اللہ کے دھیان، آخرت کی فکر، اللہ کے خوف وخشیت، زہد وتقویٰ سے بھرے ہوئے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عالی اخلاق سے مزین ہوکر اللہ کی رضا کے جذبہ سے مخمور ہوکر اللہ کی راہ میں جان دینے کے شوق سے کھنچے کھنچے پھریں گے، حضرت عمرؓ فرماتے ہیں:

> ''اللہ رحم کرے خالدؓ پر اس کے دل کی تمنا صرف یہ تھی کہ حق اور حق والے چمک جائیں اور باطل اور باطل والے مٹ جائیں اور کوئی تمنا ہی نہ تھی۔''

ابھی جو ہم کو کام کی برکتیں نظر آرہی ہیں وہ کام شروع ہونے سے پہلے کی برکتیں ہیں جیسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے وقت سے ہی برکتوں کا ظہور شروع ہوا تھا لیکن اصل کام اور اصل برکتیں چالیس سال بعد شروع ہوئیں، ابھی تو اس کے لیے محنت ہورہی ہے کہ کام کرنے

www.abulhasanalinadwi.org

والے تیار ہو جائیں، اللہ جل شانہ کام ان سے لیں گے اور ہدایت پھیلنے کا ذریعہ ان کو بنائیں گے جن کی زندگی اپنی دعوت کے مطابق بدلے گی، جن کی زندگیوں میں تبدیلی نہ آئے گی اللہ جل شانہ ان سے اپنے دین کا کام نہ لیں گے، یہ نبیوں والا کام ہے۔

اصول اور صحبت

اس کام میں اگر اپنے آپ کو اصول سیکھنے کا محتاج نہ سمجھا گیا اور اصولوں کے مطابق کام نہ ہوا تو سخت فتنوں کا خطرہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب باہر ملکوں میں کام شروع کرنے کا ارادہ فرمایا تو پہلے تمام صحابہؓ کو تین دن تک ترغیب دی اور پھر فرمایا کہ جس طرز پر یہاں کام ہوا بالکل اسی طرز پر باہر جا کر بھی کام کرنا ہے اس کام کی نوعیت یہی ہے، مقام، زبان، معاشرہ موسم وغیرہ کے اعتبار سے اس کام کے اصل نہیں بدلتے، اس کام کی نہج اور اصولوں کو سیکھنے اور ان پر قائم رہنے کے لئے اس فضا میں آنا اور بار بار آتے رہنا انتہائی ضروری ہے جہاں حضرت رحمۃ اللہ علیہ (۱) نے جاں کھپائی تھی اور ان کے ساتھ اختلاط بھی بہت ضروری ہے جو اس جدوجہد میں حضرتؒ کے ساتھ تھے اور جب سے اب تک اس فضا میں اور کام میں مسلسل لگے ہوئے ہیں اس کے بغیر کام کا اپنے نہج اور اصولوں پر قائم رہنا بظاہر ممکن نہیں، اس لئے اپنے کام کرنے والے احباب کو ایسی فضا

(۱) حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ۔

www.abulhasanalinadwi.org

میں اہتمام سے نوبت بہ نوبت بھیجتے رہیں۔

نقشوں کے بجائے مجاہدہ

تمام انبیاء علیہم السلام نے اپنے زمانہ میں کسی نہ کسی نقشہ کے مقابلہ پر آئے اور بتایا کہ کامیابی کا اس نقشہ سے بالکل تعلق نہیں ہے، کامیابی کا تعلق براہ راست اللہ جل شانہ کی ذات عالی سے ہے، اگر عمل ٹھیک ہوں گے، اللہ جل شانہ چھوٹے نقشہ میں بھی کامیاب کردیں گے اور عمل خراب ہوں گے اللہ جل شانہ بڑے سے بڑے نقشہ کو توڑ کرنا کام کر کے دکھائیں گے، کامیاب ہونے کے لئے اس نقشہ میں عمل ٹھیک کرو ہر نبی نے اپنے رائج الوقت نقشہ کے مقابلہ پر محنت کی، اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام اکثریت، حکومت، مال، زراعت اور صنعت کے نقشوں کے مقابلے پر تشریف لائے، آپ کی محنت ان نقشوں سے نہیں چلی، آپ کی محنت، مجاہدوں اور قربانیوں سے چلی ہے، باطل تعیش کے نقشہ سے پھیلتا ہے تو حق تکلیفیں اٹھانے سے پھیلتا ہے، باطل ملک و مال سے چمکتا ہے تو حق فقر و غربت کی مشقتوں میں چمکتا ہے، جتنے فتنے ملک و مال اور تعیش کی بنیاد پر لائے جارہے ہیں ان کا توڑ حق کے لئے فقر و غربت اور تکالیف برداشت کرنے میں ہے، اب اس کام کے ذریعہ امت میں مجاہدہ اور قربانی کی استعداد پیدا کرنی ہے، اس کام کے لئے بہت بڑا یہ خطرہ ہے کہ اس کو نقشوں پر منحصر کردیا جائے اس سے کام کی جان نکل جائے گی، اس کام کی

www.abulhasanalinadwi.org

حفاظت اس میں ہے کہ کام کرنے والے اس کام کے لئے تمام میسر نقشوں کو بھی قربان کرتے ہوئے مجاہدے والی شکلوں کو قائم رکھیں اور کسی صورت میں مجاہدے والی شکلوں کو ختم نہ ہونے دیں، غریبوں میں اپنی محنت کو بڑھایا جائے، پیدل جماعتیں چلائی جائیں، لوگ آئیں گے کہ یہ ہمارا پیسہ دین کے کام میں خرچ کر لیجئے، پھر نقشہ کی قربانی دینی ہوگی، کہہ دیجئے کہ جناب یہاں اس کام میں خرچ کرنے کا صحیح اور پاک طریقہ وجذبہ سکھایا جاتا ہے، پھر محل تلاش کر کے خود ہی خرچ کر دیجئے گا، یہاں تو طریقہ سیکھ لیجئے۔

اس کام کی تعمیم کے لئے رواجی طریقوں، اخبار، اشتہار، پریس وغیرہ اور رواجی الفاظ سے بھی پورے پرہیز کی ضرورت ہے، یہ کام سارا غیر رواجی ہے، رواجی طریقوں سے رواج کو تقویت پہنچے گی اس کام کو نہیں۔

اصل کام کی شکلیں، دعوت، گشت، تعلیم، تشکیل وغیرہ ہیں، مشوروں کی ضرورت ہو تو مناسب دوستوں کو الگ کر کے مشورہ کر لیا جائے، ایسا نہ ہو کہ مشورہ کرنے والوں کا کسی موقعہ پر عمومی اعمال سے جوڑ نہ رہے۔

کالج کے طلباء میں دعوتی کام

کالجوں کے طلباء میں اس کام کو اٹھایا جائے، ہوسٹلوں میں مقامی کام کے لئے جماعتیں بنائی جائیں، ایک گشت ہوسٹل والے اپنے ہوسٹل میں کریں اور ہفتہ کا دوسرا گشت باہر کسی محلّہ میں یا دوسرے ہوسٹل میں کریں، قریب کے محلوں کی جماعتیں بھی ہوسٹلوں میں جا کر گشت

www.abulhasanalinadwi.org

کریں، ہوسٹل والے احباب اپنی روزانہ تعلیم اور مہینے میں تین یوم کی ترتیب بھی اٹھائیں۔

مستورات میں کام کی نوعیت

مستورات میں کام کی نزاکتیں اور بھی زیادہ ہیں جب کہ بے پردگی کا احتمال ہو، عام اجتماعات میں مستورات کو بالکل نہ لایا جائے، اپنے اپنے محلّہ میں کسی پردہ دار مکان میں قریب قریب کے مکانات سے عورتیں کسی روز جمع ہو کر تعلیم کرلیا کریں، اس کی ابتداء اس طرح کریں کہ مرد جو بات اجتماعات، دعوت تعلیم وغیرہ سے سن کر جائیں، اپنے گھر والوں کو سنائیں، اس سے انشاء اللہ تھوڑے عرصہ میں ذہن بننا شروع ہو جائے گا پھر محلوں میں تعلیم شروع ہونے کے بعد ایسا ہو سکتا ہے کہ سارے شہر کی مستورات کا ہفتہ میں ایک ایسی جگہ اجتماع ہو جہاں پردہ کا اہتمام ہو وہاں تعلیم کے بعد پھر کوئی آدمی پردے کے ساتھ بیان کرے کبھی کبھی ایک یوم تین یوم کے لئے قرب وجوار کے لئے جماعتیں بنائی جائیں، مستورات کی جماعت کے ساتھ ان کے خاوند ہوں ورنہ ہر عورت کے ساتھ اس کا شرعی محرم ساتھ ہو، پردے کے ساتھ جائیں، پردہ دار مکان میں ٹھہریں، مرد مسجد میں ٹھہر کر کام کریں۔

آخری بات: حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جن مقامات سے محنت اٹھائی تھی ان ہی مقامات کے لوگوں کو اس محنت پر اٹھانے اور ان

www.abulhasanalinadwi.org

ہی راستوں سے اللہ کی راہ کی ملکوں والی نقل وحرکت کے زندہ ہونے کا ذریعہ یہ عمرہ کا سفر بن سکتا ہے، ہر جگہ کے پرانوں سے اختلاط اور اس کام میں یکجہتی پیدا ہونے اور اصولوں کے تفصیل سے سامنے آنے کا یہ بہترین موقع ہے۔

یہ خط کچھ اصول لکھنے کی کوشش میں طویل ہوگیا، آپ حضرات اس کے ہر جز اور ہر لفظ کو غور سے پڑھنے کی کوشش فرمائیں گے تو انشاء اللہ بہت زیادہ نفع کی توقع ہے، آپ حضرات اپنے یہاں کے حالات سے ہر پندرہویں روز مطلع فرمادیا کریں تو ہمیں تقویت ہوتی رہے گی، تمام احباب کو سلام مسنون۔

فقط والسلام

بندہ محمد یوسف غفرلہ

www.abulhasanalinadwi.org